فقیہ عصر، فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ

حیات وخدمات اور علما ودانشوران کے گرانقدر تاثرات کا ایمان افروز

مجموعہ، بنام

فقیہِ اہلِ سُنت

تاثرات کے آئینے میں



مرتب

محمد عاشق حسین رضوی امجدی

زیر تربیت افتا مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ (بہار)

فقیہ اہل سنت : تأثرات کے آئینے میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فقیہ عصر، محقق دہر زینت الفقہا، شمس المحققین فقیہ اہل سنت حضرت علامہ

مفتی آل مصطفیٰ مصباحی علیہ الرحمہ

حیات وخدمات اور علما ودانشوران کے گرانقدر تاثرات کا ایمان افروز

مجموعہ، بنام

فقیہ اہل سنت
تاثرات کے آئینے میں

مرتب

محمد عاشق حسین رضوی امجدی

تاج دار بریلی فاؤنڈیشن رگھونیہ ڈیہ، کوڈرما، جھارکھنڈ

فقیہ اہل سنت: تأثرات کے آئینے میں

تفصیلات

نام کتاب: فقیہ اہل سنت: تأثرات کے آئینے میں

مرتب: محمد عاشق حسین رضوی امجدی

زیر تربیت افتا مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ (بہار)

سن اشاعت: ۱۶؍رجب المرجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸ فروری ۲۰۲۲ء

صفحات: 110

قیمت:

(نوٹ)

(کمپوزنگ میں غلطی ہوسکتی ہے)

ہمارا مشن فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی علیہ الرحمہ کی شخصیت کو پورے ملک میں اجاگر کرنا ہے۔ لہٰذا آپ کی بارگاہ میں بنام **"فقیہ اہل سنت: تاثرات کے آئینے میں"** کتاب پیش خدمت ہے امید ہے کہ آپ اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرما کر اپنے تاثرات سے نوازیں گے۔ اگر کوئی اس کتاب کو چھپوانا چاہے تو انہیں اس کی اجازت بھی ہے۔ تاکہ دنیا فقیہ اہل سنت کو جانے اور ان کے حیات و خدمات سے کچھ سیکھ کر اپنی زندگی کو روشن و تابناک بنائے۔

فہرست مشمولات

﴿باب دوم﴾

حیات وخدمات

﴿باب سوم﴾

تلامذہ ومتعلقین کے تأثرات

﴿باب چہارم﴾

نذرانۂ عقیدت

مرتب نامہ

مجھے فخر ہے کہ میں بھی فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان کے تلامذہ کی فہرست میں کہیں نہ کہیں کھڑا ہوں۔ اگرچہ بے مایہ اور بے بضاعت ہوں مگر نسبت شاگردی نے قد اونچا کر دیا ہے۔

حضور فقیہ اہل سنت کی شخصیت تہہ در تہہ اوصاف کی حامل ہے۔ کسی ایک زاویہ سے ان کی شخصیت کا مطالعہ ان کی ذات کے عرفان کے لئے کافی نہیں۔ ظاہر ہے جو شخصیت:

عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ شہاب الدین اشرفی تلمیذ حضور ملک العلماء

خواجہ علم و فن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی تلمیذ و خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند

فقیہ النفس حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی تلمیذ و خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند

کی آغوش تربیت میں پروان چڑھی ہو اور جسے بزرگان دین نے نگاہوں سے پلا کر کاروان حق کی سرپرستی کے لیے میدان عمل میں اتارا ہو، اس کی ذات کا عرفان عام ہو بھی کیسے سکتا ہے؟

حضور فقیہ اہل سنت نے جن بزرگوں کی صحبت پائی، اس کا تقاضا تھا کہ ان کی خدمات بھی ایسی ہی وقیع، تاریخ ساز اور لازوال ہو۔ چنانچہ تدریسی خدمات سے لے کر ممتاز تلامذہ تک اور فتویٰ نویسی سے لے کر معرکہ حق و باطل کے فاتحانہ کردار تک، ان کی متنوع اور گوناگوں خدمات ان کے عظیم ہونے کی بین اور بولتی دلیلیں ہیں، جنہیں زمانہ نے دیکھا ہے، اور دیکھ رہا ہے۔ ان کی حیات کے کچھ تابندہ پہلو وہ ہیں جو ظاہر بیں نگاہوں سے اوجھل ہیں مگر دیکھنے والی نگاہوں نے انہیں راتوں میں خشیت الٰہی کے سبب عبادت کرتے اور سسکیاں بھرتے اور امت مسلمہ کے عقائد کے تحفظ کی فکر میں بے چین ٹہلتے دیکھا ہے۔ ہمارے مفتی متشرع اور صاحب کردار

تھے۔نمازوں کا اہتمام میرا آنکھوں دیکھا ہے، وہ نمازیں کبھی قضا نہیں کرتے تھے۔سفر میں بھی ہوتے تو نمازوں کا اہتمام ہوتا۔کئی سفر میں میرا بھی ساتھ رہا ہے یہ باتیں میں نے خود دیکھی ہیں اور کبھی سفر میں مجبوری کے تحت قضا ہو بھی جائے تو اس کی ادائیگی کے لئے انہیں بے چین پایا ہے۔آپ صاحب ترتیب بھی تھے۔کثرت سے وظائف پڑھتے۔

میں مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں ۶/سال تک رہا، کیا اتفاق تھا کہ میری دستار ہوئی اور آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔میں ۲۰۱۶ء میں جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں جماعت ثالثہ میں داخلہ لیا، وہاں میرا کوئی سرپرست یا محاسب نہیں تھا پھر بھی میں پڑھائی میں خوب محنت کرتا اور درسگاہ میں ہمیشہ آگے بیٹھتا تھا، میری ایک گھنٹی مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے پاس ''شرح تہذیب'' تھی، آپ اس کتاب کو منطقی انداز میں پڑھاتے، مختلف مثالوں سے ہر عبارت کو واضح کرتے۔یہ بھی عجیب بات دیکھی کہ مفتی صاحب دوران تدریس کبھی کبھی سو جاتے، لیکن جب آپ بیدار ہوتے تو جہاں سے چھوڑا ہوتا، وہیں سے دوبارہ پڑھاتے۔نہ ایک عبارت آگے نہ پیچھے۔یہ کمال میں نے آپ کے اندر دیکھا۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے تعلق سے حضور محدث کبیر نے فرمایا تھا کہ مفتی آل مصطفیٰ صاحب جتنا سو کر پڑھا سکتے ہیں کوئی جاگ کر بھی نہیں پڑھا سکتا۔

میں دوران درس مفتی صاحب کی باتوں کو بہت غور سے سنتا۔آپ مجھ سے گھر پر، جب دسترخوان پر ہوتے تو یہ بات بار بار پوچھتے کہ شرح تہذیب سمجھ میں آتی ہے؟۔میں عرض کرتا جی۔پھر آپ فرماتے اگر سمجھ میں نہ آئے تو گھر پر سمجھ لیا کرو، ایک دن میں حضرت سے گھر پر شرح تہذیب پڑھنے کے لیے گیا، لیکن کیا تھا کہ جب میں نے کتاب کھولی اور حضرت نے پڑھانا شروع کیا تو ایسا لگا کہ پوری کتاب ہمیں یاد ہے۔آپ نے کئی جگھوں سے سوال بھی کیا میں نے اس کا جواب دیا، تو آپ نے فرمایا سب تو آسان ہے۔صرف آپ تعریفات یاد کر لیں بس کافی ہے۔فضیلت تک میں نے آپ سے گھر پر اور مدرسہ میں کئی کتابیں پڑھی ہیں۔

جب لاک ڈاؤن لگا اور مدرسے میں چھٹی ہوگئی تو اس وقت آپ نے رمضان کے بعد فورا فون کیا اور فرمایا گھر پر کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا، حضور! کچھ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا، کوئی گاڑی چل رہی ہے؟ میں نے عرض کیا، جی ایک ہے لیکن اس میں ٹکٹ بہت مشکل ہے تو آپ نے فرمایا بنالو، اگر ہو جائے تو اچھا ہے۔ کم سے کم یہاں آکر پڑھ تو لو گے۔ اس سخت لاک ڈاؤن میں آپ نے گھر سے بلا کر اپنے گھر گھوسی میں رکھا اور مجھے پڑھایا۔ میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔

میں نے آپ کو خوش اخلاق اور طلبہ کے ساتھ ہمدردی کرتے دیکھا، مہمانوں کی بہترین مہمان نوازی کرتے دیکھا، عفو و درگزر کرتے دیکھا، کسی کی غلطی اور کوتاہی کو نظر انداز کرنا کوئی آسان بات نہیں، حضور فقیہ اہل سنت نے بے شمار دفعہ اپنے طلبہ اور متعلقین کی نادانیوں بلکہ ان کی جرأتوں پر صبر وضبط کا مظاہرہ کیا اور عفو و درگزر سے کام لیا۔

آپ اپنے عہد کے مقبول و مستند فقیہہ تھے۔ فقہی سیمیناروں کے علاوہ آپ فون پر بھی علمی بحث ومباحثہ فرماتے۔ آپ کے پاس میں نے دیکھا کہ دو بجے رات میں بھی لوگ سوال پوچھنے کے لیے فون کرتے۔ نہ جانے کتنوں کو آپ نے فون پر ہی فقہیات کا جام پلایا ہے۔

میں چھ ۶ رسال تک آپ کی خدمت میں رہا اور ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھایا، لیکن آپ نے کبھی ایسا محسوس نہیں ہونے دیا کہ آپ میرے استاذ ہیں اور میں آپ کا شاگرد، آپ ہمیشہ مجھے اپنے بیٹے کی طرح مانتے رہے۔ یہاں تک کہ انتقال سے چند دن پہلے آپ نے ہمیں یاد فرمایا، کہ بیٹا عاشق کہاں ہے ملنے نہیں آیا'' مگر افسوس کہ میں اس وقت وہاں حاضر نہیں تھا، یہ غم شاید ہی میں بھول پاؤں، کہ آخر ایام، انہوں نے مجھے یاد فرمایا اور میں ان کے حضور حاضر نہ ہو سکا۔ کیا خبر تھی کہ آپ چند دن کے مہمان ہیں اور ہم سب کی آنکھیں ان کی زیارت سے اب سدا کے لئے محروم ہو جائیں گی۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ ایک اچھے فقیہ و مدرس کے ساتھ اچھے خطیب بھی تھے۔ جب آپ کا پروگرام گھوسی

میں ہوتا تو اکثر میں آپ کے ساتھ ہوتا۔ آپ فرماتے کہ میری تقریروں میں بہت بارکیاں اور پوائنٹس کی باتیں ہوتی ہیں اس لئے میری تقریر ریکارڈ کرلیا کرو اور اس کو ایک کاپی پر نقل کیا کرو، آپ کہیں دوسری جگہ جاتے تو اپنی تقریر خود سے رکارڈ کر کے لاتے اور ہمیں دیتے میں اس کو محفوظ کرلیتا۔ آپ نے ہمیں فون پر پوچھے جانے والے سوالات کی بھی مکمل ریکارڈنگ دی اور فرمایا اس کو نقل کرو۔ میں ان کو نقل کرتا اور آپ سے چیک کرواتا، پھر آپ فرماتے کہ اس پر کتابوں سے دلائل تلاش کریں اور حوالے دیں۔ اللہ کا فضل ہے کہ وہ تمام ریکارڈنگ آج بھی محفوظ ہیں اور اس پر کام مسلسل جاری ہے، ان شاء اللہ بہت جلد وہ جوابات مرتب ہوکر منظر عام پر آئیں گے۔

افسوس علم وعمل کا وہ پیکر مجسم، مسلک اعلیٰ حضرت کا پر جوش داعی اور ملت کے لئے اپنے وجود کو فنا کر دینے والا مخلص قائد، اس جہاں سے رخصت ہو گیا۔ یعنی قوم اپنے قائد سے، مریض اپنے مسیحا سے، درد اپنے درماں سے بلکہ جسم اپنی روح سے محروم ہو گیا۔ اب ایسے میں یہ امت اپنے کرب کا اظہار نہ کرے تو اور کیا کرے۔ ان کے جنازے میں ہزاروں افراد کا ہجوم ان کے بیتاب جذبے کا مخلصانہ اظہار تھا جس نے بہار کی تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کیا۔

حضور فقیہ اہل سنت کی حیات وخدمات اور جماعت اہل سنت کے اکابر علما، مشائخ اور تلامذہ کے گراں قدر تاثرات کا یہ مجموعہ **"فقیہ اہل سنت: تاثرات کے آئینے میں" قارئین کے پیش نظر** ہے۔ یہ **حضرت فقیہ ملت کی بارگاہ میں** ہمارا نذرانہ عقیدت بھی ہے اور عوام اہل سنت کے لئے ایک گرانمایہ تحفہ بھی۔ یہ کتاب اس محسوس حقیقت کے ترجمان کی حیثیت سے ہمیشہ دھڑکتے دل اور بھیگی پلکوں سے پڑھی جائے گی کہ کس طرح ایک مرد درویش نے آخرت کے لئے دنیا ترک کر دی، خوشی کے بجائے غم رسول سے سودا کیا اور فکر ذات میں جینے کے بجائے غم کائنات میں مرنے کو ترجیح دی۔

یہ کتاب چار ابواب میں تقسیم ہے۔ پہلے باب میں اکابرین کے تاثرات ہیں۔ دوسرے باب میں فقیہ اہل سنت کے حیات و خدمات سے متعلق مضامین شامل ہیں۔ تیسرے باب میں تلامذہ کے تاثرات ہیں، جبکہ چوتھا باب ''نذرانہ عقیدت'' کے طور پہ منظوم خراج ہے۔ قلت وقت کے سبب، جتنے حضرات اور ان کے تلامذہ و متعلقین تک میری رسائی ہو پائی، میں نے ان سے تاثرات حاصل کئے۔ بہت سارے تاثرات ایسے ہیں جو منظر عام پہ آئے مگر میری دسترس سے دور رہے وہ اس میں شامل نہیں ہو پائے اس کے لئے مجھے یک گونہ کمی کا احساس ہے۔ بہر حال جو کچھ ہے وہ یہ بتانے کے لئے بہت کافی ہے کہ حضرت فقیہ ملت ایک عہد کی یادگار شخصیت کے حامل تھے اور ان کی رحلت سے یقینا ایک خلا پیدا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت ان کی مرقد پہ رحمت و نور کی برکھا برسائے، ان کی خدمات قبول فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے سرشار رکھے۔ آمین

اسیر غم

محمد عاشق رضا رضوی امجدی

زیر تربیت افتاء مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ بہار

۱۰؍رجب المرجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۰؍فروری ۲۰۲۲ء

کلمات غم

نذر الباری جامعی پورنوی جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ

۱۰ ر جنوری صبح کے چار بجا چاہتے تھے، موبائل میں کال آنے کی گھنٹی بجی، آنکھ کھلی تو اسکرین پر مفتی رضاء المصطفی اشرفی مصباحی کٹیہار کا نام دکھا، ماتھا ٹھنکا، دل بیٹھنے لگا، مگر یہ سوچتے ہوئے کہ درگاہ مخدوم اشرف میں آنے والے ہمیں خدمت کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی کچھ ہو مگر اول فرصت میں دل میں جو خیال گزر رہا تھا وہی بات فون سے آہ وبکا کی آمیزش کے ساتھ کانوں نے سنا مفتی صاحب ماموں نہیں رہے پھر کیا تھا پورا بدن لرز گیا۔ یقین کرنا مشکل تھا کہ محقق عصر فقیہ دہر حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ اشرفی مصباحی (علیہ الرحمۃ) نصف شب ہمیں یوں داغ مفارقت دے جائیں گے، لیکن یقین کرنا ہی پڑا، اہل سنت کا چمکتا ہیرا، دمکتا سورج، مہکتا پھول، ماہر فقہ واصول محقق، مدقق، مصنف، محرر، مدرس، مفتی، متقی، نباض قوم وملت، سرمایہ اہلسنت، بحر علم وحکمت کے روشن چراغ کے یوں اچانک گل ہونے نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا، احباب و متعلقین کو اس سانحہ فاجعہ کی خبر دینے لگ گیا، کیوں کہ تکلیف اور غم اتنا تھا اور اب بھی ہے کہ دماغ نے سوچنا بند کر دیا، زبان گنگی ہوگئی۔ پھر ماضی قریب میں مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے ساتھ جو حالات وواقعات پیش آئے، پوری توجہ اسی جانب مبذول ہوگئی، جن خدشات اور خطرات کا گمان ماضی کی حالات سے باخبر لوگوں کو تھا وہی ہوا، بس یہی سب دماغ کو بار بار ٹیس مار رہا تھا، مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں ہے، منکسر المزاج تھے، کیونکہ بحرِ علم تھے۔ اصاغر نواز تھے کیونکہ شجرِ باسق تھے، جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں

ان سے پہلی ملاقات ہوئی تھی پھر دھیرے دھیرے قربت بڑھتی گئی، حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کا پہلا سالانہ فاتحہ میں آپ بحیثیت خصوصی خطیب مدعو تھے اور یہ ناچیز اس محفل کا ابتدائیہ تھا، مفتی صاحب نے پروگرام کے بعد جن دعاؤں اور تشجیعی کلمات سے نوازا تھا، اس کی چاشنی اب بھی محسوس کرتا ہوں، ’’مفتی احمد یار خان اشرفی نعیمی اور کچھوچھہ مقدسہ‘‘ کتاب کو ترتیب دے کر جب آپ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا تھا، ’’آپ نے مفتی صاحب کے اس گوشہ حیات پر پڑے دبیز پردے کو ہٹا کر جن باتوں کا ذکر کیا ہے اس سے مفتی صاحب کی رنگ اشرفیت جگ ظاہر ہے‘‘ پھر آپ نے ایک گراں قدر تأثر تحریر اعطا کیا۔

مفتی صاحب کو جب بھی جامع اشرف آنا ہوتا تو اس ناچیز کو فون کے ذریعے پہلے ہی اطلاع کرتے، یہ آپ کی خردہ نوازی کا ایک معمولی نمونہ ہے، پھر آپ نے جب اپنے چھوٹے صاحبزادے عزیزم لمعان مصطفی اشرفی کو جامع اشرف میں تحصیل علم کے لیے بھیجا تو اس فقیر ہی کے سپرد کیا، وغیرہ وغیرہ رمضان ۱۴۴۲ھ سے قبل حضور قائد ملت حضرت علامہ سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے ہمراہ آپ کے والد گرامی حضرت مفتی شہاب الدین اشرفی مرید و خلیفہ حضور سرکار کلاں کے مزار پر حاضری نصیب ہوئی، اسی موقع سے آپ اور آپ کے بھانجے مفتی رضاء المصطفی اشرفی مصباحی کے گاؤں شہجنہ کٹیہار جانے کا اتفاق ہوا، وہ بھی کیا دورہ تھا مولانا عمران صاحب کی جواں مردی کہیے کہ سخت آندھی نے آدھی رات کو جب بڑے بڑے درختوں کو مین راستے میں ڈال دیا، راستہ بالکل جام، لیکن ایک ٹوٹی پھوٹی کلہاڑی سے ہی مولانا عمران جامعی نے تقریبا دوڈھائی گھنٹے کی محنت شاقہ سے گاڑی گزرنے کے لائق راستہ صاف کر دیا اور ہم لوگ بس انگلی کٹا کر شہادت کلی کے فراق ہی میں رہے، ادھر مفتی صاحب علیہ الرحمۃ شدید پیچ وخم میں پڑ گیے چونکہ مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم حوراحجرہ کا پروگرام انہوں نے ہی مرتب کیا تھا، مگر خدا کر کے وقت مقررہ سے تین گھنٹے کی تاخیر کے ساتھ قافلہ پہنچا، رمضان میں مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی شدید علالت کی خبر سوشل میڈیا پر

وائرل ہوئی تھی، ہم لوگ رمضان میں اظہار چینل پر لائیو پروگرام کررہے تھے حضور صاحب سجادہ قائد ملت کو خبر دی گئی، مفتی صاحب سے رابطے کی ہزار کوشش بھی ناکام ہوگئی۔ پھر بعد میں حضرت کی ان سے فون پر گفتگو ہوئی، بعد رمضان مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے فون پر ہی رابطہ ہوا، اور حالات سے آگاہی ہوئی دیگر امور پر بھی تبادلہ خیال ہوا، ہم نے مرض کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے صحت وعافیت کی خبر دی، ہم نے آستانہ مخدوم اشرف میں حاضری و چلہ کش کے لئے عرض کیا تو آنے کا وعدہ فرمایا مگر انکی آمد نہ ہوسکی اور مرض نے اس قدر گھیرا کہ وہ اپنے گھر بھی نہ جاسکے اور آج ان کی لاش نے آنکھیں بند کیے مگر نورانی چہرہ اور تبسم ریز ہونٹوں کے ساتھ اپنے لاکھوں چاہنے والوں کو اپنے گھر میں دیدار نصیب کرایا، جس کو دیکھنے، جن سے بات کرنے کے لئے مہینوں سے پریشان تھے، علالت کے ایام کس قدر صبر آزما تھے سوشل میڈیا کے ذریعے عام وتام ہوچکا ہے، مفتی صاحب ہم سے رخصت ہوگیے بس یہی ہے اس کا خلاصہ، اللہ پاک مفتی صاحب کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

باب اول

اکابرین کے تاثرات

آہ، تحقیق وتفقہ کا ایک عظیم اسکالر ہم سے رخصت ہو گیا

حضرت مولانا محمد ممتاز عالم مصباحی پرنسپل جامعہ شمس العلوم گھوسی

فقیہ عصر مفتی آل مصطفیٰ مصباحی کے سانحہ ارتحال سے تصنیفی تدریسی اور تقریری میدان کا زبردست نقصان ہوا ہے۔اس دور قحط الرجال میں جب کہ علمائے ومشائخ بڑی تیزی سے داغ مفارقت دیتے جارہے ہیں، گزشتہ شب محقق مسائل شرعیہ علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی نور اللہ مرقدہ، استاذ دارالعلوم امجدیہ محض اکاون برس کی عمر میں اپنے علم وفن اور فقہ وافتا کی بساط سمیٹ لی اور راہی ملک عدم ہو گئے۔حضرت علامہ مولانا مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ اپنی جماعت اہل سنت کے ایک زبردست مصنف، بالغ نظر مفتی، مشہور قلم کار، اچھے مدرس اور بہترین خطیب وواعظ تھے۔یوں تو آپ علم وفن کے مختلف میدانوں کے شہسوار تھے لیکن فقہ وافتاء ان کا خاص میدان تھا۔فقہی بصیرت انہیں خاصی حاصل تھی۔عالمانہ وضع وقطع، اخلاص، جفاکش، تواضع، شرافت اور للٰہیت کے مالک تھے۔مولانا کے خامہ وقلم سے سیکڑوں فتوے، قیمتی مقالات، تحقیق مضامین، کتابوں پر تقریظات وتقدیمات منصۂ شہود پر آئے۔مطبوعات میں اسباب ستہ اور عموم بلویٰ بیمہ زندگی کی شرعی حیثیت، مختصر سوانح صدر الشریعہ، عربی حاشیہ منیر التوضیح وغیرہ قابل ذکر ہیں۔مولانا ملک کے طول وعرض میں منعقد مختلف دینی، علمی، اور فقہی سیمناروں میں شرکت کرتے اور اپنی تحقیق اور علم وفن سے ایک طبقے کو متاثر کرتے وہ اپنے بزرگوں کے

مؤدب، احباب کے بہی خواہ اور علم دوست واقع ہوئے تھے۔ آخر میں دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات کو بلند سے بلند فرمائے۔ فروگزاشت کو معاف فرمائے۔ آمین

مفتی آل مصطفی قبلہ کی رحلت ایک بڑا علمی خلا پیدا کر گئی۔

مولانا فیضان المصطفیٰ قادری:

حضرت مفتی آل مصطفی مصباحی رحمۃ اللہ اس عہد کے ایک عظیم فقیہ اور متبحر عالم دین تھے فقیر نے جامعہ امجدیہ رضویہ کے دور تدریس میں انہیں بہت قریب سے دیکھا۔ مسلسل کام کرنے کے عادی تھے۔ تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ فتوی نویسی کی مسلسل مصروفیات رہتی تھیں۔ ان کے پاس ملک کے کونے کونے اور بیرون ہند مختلف ممالک سے سولات آتے تھے۔ مقالات کے لیے بھی لوگ آپ سے رابطہ کرتے تھے۔ اپنی کتابوں پر تقریظ وتقدیم لکھنے بلکہ اصلاح اور نظر ثانی کے لیے علماء و مصنفین آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ کسی کو محروم نہ لوٹائیں۔ آپ فقہی سیمناروں میں بھی اپنا مقام بنایا۔ اور جدید مسائل فقیہ کی تحقیق وتدقیق، تحیض وتفتیش بحث وتنقیح میں اچھا رول ادا کیا ہے۔ جدید مقالے طبع ہو چکے ہیں اور متعدد تصانیفات بھی شائع ہو کر شرف قبول حاصل کر چکی ہیں۔ فتاوی امجدیہ کی تیسری چوتھی جلد پر آپ کے تحشیہ نے آپ کی مقبولیت میں اضافہ کیا اور اصول فقہ کی مشکل ترین کتاب ''التوضیح'' پر آپ کے عربی حاشیہ نے آپ کی مقبولیت کو چار چاند لگا دیا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

مولانا نوشاد عالم اشرفی جامعی:۔

بیسیوں بار مفتی آل مصطفیٰ صاحب کو دیکھا، کئی بار جامع اشرف کی آفس میں مدرسین جامع اشرف کے درمیان، کئی بار قائد ملت کی مجلس میں، ایک دو بار ناظم اعلیٰ جامع اشرف کے ساتھ، کئی بار قدیم اساتذہ کی مجلس میں، متعدد بار عرس مخدومی کے اسٹیج پر، کئی بار عرس سرکار کلاں کے اسٹیج پر، کئی بار عرس محدث اعظم میں، ایک بار کاشانہ قطب المشائخ میں کئی بار ایک دستر خوان پر ساتھ کھانا کھایا، سات، آٹھ بار تقریریں سنیں، ان ملاقاتوں، نشستوں اور پروگراموں میں، میں نے ان کی شخصیت میں متانت وسنجیدگی دیکھی وضعداری دیکھی خودداری دیکھی، حق گوئی وحق بیانی دیکھی، تقوی دیکھا۔ رواداری دیکھی کلام میں مٹھاس دیکھی، زبان و بیان میں کشش دیکھی، اپنے علم واستدلال پر خوداعتمادی دیکھی، کسی پر طنز میں لطیف انداز طنز دیکھا، اکابر مشائخ کچھوچھہ سے محبت دیکھی۔

کچھ ایسے ہی اٹھ جائیں گے اس بزم سے

سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی

محب گرامی فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی صاحب علیہ الرحمہ نور اللہ مرقدہ اہل سنت وجماعت کے ایک ممتاز عالم، باکمال فقیہ، بلند پایہ محقق، مایہ ناز ادیب، مرجع فتوی مفتی عظیم الشان داعی، طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی کے صدر مفتی، سنیر استاذ اور گلستان حافظ ملت کے گل سرسبد تھے۔ درس وتدریس دعوت وتبلیغ، تقریر وتحریر ہر میدان میں آپ کی گراں

قدر خدمات ہیں، موصوف علم وفن میں تبحر وکمال کے ساتھ ساتھ سلیم الفطر، شریف الطبع اور رشک نفس، صوفی مزاج انسان تھے۔

کچھ ایسے ہی اٹھ جائیں گے ان بزم سے
جن کو تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک زبردست مصنف

الحاج شیخ عبدالرشید داؤدی: امیر اعلیٰ تحریک صوت الاولیاء جموں وکشمیر

محقق مسائل شرعیہ حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان، اپنی جماعت کے ایک زبردست مصنف، بالغ نظر مفتی، مشہور قلم کار، اچھے مدرس اور بہترین خطیب و واعظ تھے۔ یوں تو آپ علم وفن کے مختلف میدانوں کے شہسوار تھے۔ لیکن فقہ وافتاء ان کا خاص میدان تھا۔ فقہی بصیرت انہیں خاصی حاصل تھی۔ عالمانہ وضع وقطع، اخلاص، جفاکش تواضع، شرافت اور للٰہیت کے مالک تھے۔ مولانا کے خامہ وقلم سے سینکڑوں فتوے، قیمتی مقالات، تحقیق مضامین، منصۂ شہود پر آئے۔

جہان علم وفقہ کے ایک تابناک عہد کا خاتمہ

مولانا عبدالغنی محمد عطیف قادری
(خادم سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف)

فقیہ اہل سنت حضرت مفتی آل مصطفی مصباحی کا انتقال جہان علم وفقہ کے ایک تابناک عہد کا خاتمہ۔ حضرت مفتی صاحب علیہ رحمہ جماعت اہل سنت کے مؤقر عالم دین، دوررس فقیہ، اصولی اور متکلم تھے۔ متدین، باشرع مخلص اور مفکر المزاج تھے۔

سینکڑوں باصلاحیت علماء کے استاذ، محسن اور مربی تھے۔ انہیوں نے اپنی زندگی کا سارا حصہ خدمت دین، اسلام وسنیت، فقہ وافتا درس وتدریس، وعظ وتذکیر، میں گزارا۔ جماعت اہل سنت میں آپ کی علمی، فقہی رائے کو اعتبار واستناد حاصل تھا۔

انہوں نے ۲۳ رسال سے زیادہ عرصہ تک علم وتحقیق، فقہ وافتاء، درس وتدریس، تصنیف وتالیف کا خوب کام کیا۔ بلکہ اپنے حصہ کا بحسن وخوبی انجام دے کروہ ہم لوگوں سے رخصت ہو گئے۔ شرعی عدالت کے نام سے ''ماہنامہ جام نور دہلی'' کا فقہی کالم بھی آپ ہی کے علمی کارنامہ ہے۔ جو برسوں آپ نے اپنے تلمیذ رشید مدیر جام نور محب گرامی ڈاکٹر خوشتر نورانی کی خواہش و اصرار پر ہر ماہ مختلف مصروفیات کے باوجود پابندی سے تحریر فرمایا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ''التوضیح والتلویح'' پر جب عربی زبان میں حاشیہ نگاری کا کام آپ کے سپرد کی گئی تو آپ نے برادر مکرم شہید بغداد علیہ الرحمہ سے اس تعلق سے متعدد کتابیں خانقاہ قادریہ کی علمی لائبریری

کتب خانہ قادری سے اپنے نام جاری کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور شہید بغداد علیہ الرحمہ نے مطلوبہ کتابیں آپ کے نام جاری فرمائی۔ اس کے علاوہ جب بھی آپ کسی موضوع پر کتابوں کی فراہمی کی خواہش کا اظہار فرماتے بروقت آپ کی خواہش کے مطابق لائبریری سے کتابیں فراہم کرادی جاتیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اپنی ۲۳ سالہ علمی زندگی میں اپنے پیچھے جو علمی اثاثہ چھوڑا ہے وہ ہمیشہ ان کے نام کو علمی و تحقیق کی دنیا میں زندہ رکھے گا۔

رب قدیر مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

آمین یارب العالمین

مفتی صاحب مرحوم جامعہ اشرفیہ کے ممتاز فارغین سے تھے

محقق مسائل جدید حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین رضوی،
شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ۔

مولانا مفتی آل مصطفی مصباحی صاحب مرحوم جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے نمایاں اور ممتاز فارغین سے تھے۔ پھر اسی ادارہ سے دو سال تک مشق افتاء کی تربیت حاصل کی۔ فراغت کے بعد جامعہ امجدیہ گھوسی میں تدریسی خدمت پر مامور ہوئے، ساتھ ہی فتوی نویسی کی خدمات بھی انجام دتے رہے۔ فقہ وافتا سے خاصہ شغف رکھتے تھے۔ تحقیق مقالہ نگاری، مذاکرات میں شرکت تصنیف وتالیف، تعلیقات وحواشی ان کے مشاغل خاص تھے۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں جب جدید مسائل کے حل اور بحث وتمحیص کے لیے ۱۹۹۲ء میں مجلس شرعی کا قیام عمل میں آیا تو اس کے رکن کی حیثیت سے مفتی صاحب بھی منتخب ہوئے۔ صرف نام کی حیثیت سے ہی رکن نہیں تھے بلکہ کام اور بہترین کام انجام دیتے رہے۔ مجلس شرعی کے سیمیناروں میں پابندی کے ساتھ برابر شریک ہوتے تھے۔ خوب غور وخوض اور تحقیق وتفتیش کے ساتھ مقالہ نگاری کرتے اور فقہی مذاکرات میں حصہ بھی لیتے تھے۔ موصوف سے ابھی بہت امیدیں وابستہ تھیں مگر افسوس کہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اور مجلس شرعی نے اپنے ایک رفیق اور بہترین باحث کو کھو دیا۔ اور مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور اپنے اس رفیق کے غم رحلت میں ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ حضرات کے ساتھ برابر کے شریک ہے۔ اور دعا گو ہے کہ رب قدیر ان کی تربت پر رحمت وغفران کی بارشیں برسائے اور شمیم جنت کی راحتیں نصیب فرمائے۔ للہ ما اخذو اعطی کل شئی عندہ الی اجل مسمی۔ اٰمین بجاہ سید المرسلین

روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

جملہ اراکین ممبران سہ ماہی عرفان رضا مراد آباد کے تاثرات

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

محقق عصر فقیہ اہل سنت مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ اب ہمارے درمیان نہ رہے آپ ہماری جماعت کے ایک عظیم محقق ممتاز مناظر بے نظیر فقیہ پختہ قلم کار، بالغ نظر، کہنہ مشق مفتی، مستند عالم دین تھے آپ اسلاف کی علمی امانتوں کے امین ومحافظ اور متعدد علوم وفنون کے ماہر وکامل تھے آپ از ہر ہند جامعہ اشرفیہ کے قدر آور فاضل اور قابل فخر فرزندوں میں سے ایک تھے بعد فراغت سے تا حین حیات عالمی شہرت یافتہ دینی وعلمی دانشگاہ جامعہ امجدیہ گھوسی میں منصب تدریس پر فائز ہو کر علمی لعل و گہر لٹاتے رہے۔ آپ نے بہت کم وقت میں شاگردوں کی ایک بڑی جماعت تیار کی آپ سنجیدہ مزاج، ذہین وفطین، زہد وورع میں اپنی مثال آپ تھے، مستقل کام کے عادی تھے، یوں تو آپ کئی علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے، مگر فقہ وفتاوی اور مضمون نویسی آپ کے محبوب مشاغل تھے۔ فتویٰ نویسی اور مضمون نگاری کے ساتھ فقہی سیمناروں میں شرکت فرماتے تھے، فقہی سیمنار کے باحثوں میں آپ کا شمار سرفہرست ہوتا تھا۔ ایک طویل علالت کے بعد آپ اس عالم فانی سے وصال فرما گئے۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔ للہ ما اخذ و اعطیٰ و کل شی عندہ باجل مسمیٰ۔ ترجمہ: خدا ہی کا ہے جو اس نے لیا دیا اور اس کے نزدیک ہر چیز ایک میعاد مقرر کے ساتھ ہے آپ کا جسد خاکی صبح تقریبا ۹ بجے آپ کے آبائی وطن شہجنہ بارسوئی لایا گیا اور دو پہر ۴ بجے کے قریب مناظر اہل سنت مفتی مطیع الرحمٰن مضطر

پرنوی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی معتقدین کی ایک جم غفیر نے آپ کے جنازے میں شرکت کی اور نم ناک آنکھوں سے آپ کو سپرد خاک کیا آپ کی تدفین آپ کے آبائی وطن شہجہ میں ہوئی۔ آپ کے رحلت سے پوری جماعت اہل سنت سوگوار اور غم زدہ ہے، یقینا آپ کے وصال سے جماعت اہل سنت میں وہ عظیم خلا ہوا ہے جس کا پر ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کے درجات عالیہ روز افزوں بلند فرمائے اور آپ کے تمام خدمات دینہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

مفتی آل مصطفیٰ ہم آپ کو نہیں بھول پائیں گے

مولانا محمد انور نظامی مصباحی قاضی ادارۂ شرعیہ جھارکھنڈ

بعد نماز فجر میں ملی مشن ادارۂ شرعیہ جھارکھنڈ میں شرکت کے لیے رانچی جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ فرزندار جمند مولانا غلام ربانی مصباحی نے واٹس ایپ میں مفتی شاہد رضا مصباحی پرنسپل دار القرآت جمشید پور کی بھیجی ہوئی یہ خبر سنائی کہ عمدۃ العلماء محقق عصر حضرت مفتی آل مصطفی مصباحی اللہ کے پیارے ہو گئے۔ میں نے اس کی تصدیق کے لیے ان کے قریبی رشتے دار مفتی فضل احمد مصباحی بنارس سے رابطہ کیا قاضی صاحب نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے مفتی آل مصطفی صاحب کے بچوں کے حالات سے بھی باخبر کیا۔ نوالہ وہم پیالہ احباب سے تھے۔ جامعہ اشرفیہ میں وہ جماعت خامسہ میں آئے۔ میں رابعہ سے خامسہ پہونچا تھا، ہم درسگاہوں میں عبارت خوانی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ عزیزی ہاسٹل، جو اس زمانے میں، قدیم ہاسٹل، سے معروف تھا، ہم دونوں اپنے ہم سبق ساتھیوں کو الگ الگ کمروں میں اسباق کی تکرار کرواتے، خورد ونوش، نشست و برخاست میں ہم اکثر ساتھ ہوا کرتے۔ ہماری علمی و ادبی مجلسیں بھی خوب سجتیں۔ رفیق درس مفتی رحمت علی مصباحی حال مقیم کولکاتا، مولانا قمر الزماں مصباحی مظفر پور، مولانا منظور عالم رفاقتی وغیرہم ہماری مجلسوں کی رونق ہوا

کرتے ۔ ۳۰؍دسمبر ۱۹۹۰ء کو ہماری فراغت ہوئی اور شعبان المعظم میں ہم نے نم آنکھوں سے ایک دوسرے کو الوداع کہا۔ ۱۹۹۲ء میں مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کا قیام عمل میں آیا تو مفتی آل مصطفی مصباحی اس کے اہم رکن بنائے گئے مجھے بھی پہلے ہی فقہی سیمینار سے بطور مقالہ نگار مجلس شرعی کے سیمیناروں میں شرکت کا شرف حاصل ہوتا رہا اس طرح ہماری رفاقت برقرار رہی۔ جامعہ اشرفیہ کا سیمینار ہو یا شرعی کونسل بریلی شریف کا دونوں ہی جگہوں پر ہماری علمی و تحقیقی رفاقت جاری رہی۔ علمی بحثیں ہوتیں، فکری اختلاف ہوتا، مگر اس کا اثر ہماری قلبی الفت اور ذہنی فکری یگانگت پر کبھی نہیں پڑا۔ فقہی سیمیناروں میں ہم ایک دوسرے کا بے صبری سے انتظار کرتے۔ آج وہ ہمارا دیرینہ رفیق ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔ دل ماننے کو تیار نہ تھا۔ رونق محفل احباب چلی گئی۔ مجلس علم وقار چلا گیا۔ سیمیناروں میں علمی دریا بہانے والا آبشار خشک ہو گیا۔ قاضی فضل احمد کی بھری ہوئی آواز مولانا قمر الزماں کا رو رو کر خبر دینا سارے شکوک وشبہات کو دور کرنے کے لیے کافی تھا۔ آنکھوں سے زیادہ دل رویا تھا۔ یقین کرنا پڑا مفتی آل مصطفی مصباحی موت کی آغوش میں جا کر سکون کی نیند سو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولیٰ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

عصر حاضر میں اکابرین کے علوم کے وارث تھے فقیہ اہل سنت

مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی، بانی عالمی سنی صوفی تحریک (الھند)

جب ایک عالم وفات پاتا ہے تو ۷۰ ہزار مقربین فرشتے رخصت کرنے کیلئے اس کے ساتھ جاتے ہیں (روایت) عالم باعمل کی موت سے عالم کو ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس دنیائے فانیا میں جو آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن ضرور جانا ہے۔ جیسا کہ قرآن مقدس میں ہے (کل من علیھا فان الخ) مگر کچھ ایسی شخصیتیں ہوتی ہیں کہ جن کے جانے سے صرف ان کے اہل خانہ ہی تکلیف اور ان کے جانے سے صرف گھر والوں ہی کا نقصان نہیں ہوتا ہے بلکہ ان کے چلے جانے سے پوری ملت کا عظیم نقصان ہوتا ہے، اور ان کے جانے کے بعد ان کا نعم البدل تو دور قوم وملت کو دور دور تک بدل بھی نہیں مل پاتا ہے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمہ نے حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے وصال پر فرمایا: قیامت قریب ہے اچھے لوگ اٹھتے جارہے ہیں، جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا امام بخاری نے انتقال فرمایا تو نوے ہزار شاگر محدث چھوڑے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو ایک ہزار مجتہدین اپنے شاگر چھوڑے محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل۔ اور اب ایک ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی (نائب) نہیں چھوڑتے۔ ان ہی چند نفوس قدسیہ میں سے ایک تھے فقیہ عصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد آل مصطفی مصباحی اشرفی علیہ الرحمہ جن کا نعم البدل تو دور بدل بھی نظر نہیں آتا مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ تجھے۔ ان کا اتنی جلدی ہم سے رخصت ہوجانا بہت تکلیف دہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیائے سنیت ایک باخلوص

مفتی وفقیہ سے محروم ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۔۔ ان میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ عدم المثال فقیہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت اور ملک العلما کے علمی وفقہی وارثین وجانشین میں سے تھے۔

فقہ کے اصول وجزئیات ان کو ازبر تھے۔ان کی بارگاہ میں کیسا ہی مسئلہ پیش کیا جاتا وہ اس کا اطمنان بخش جواب عطا فرماتے ان کے اندر فر کبر ونخوت کا شائبہ دور تک نہیں تھا ان کی مسلک ومشرب کے تئیں خلوص وہمدردی اور بے باک کردار کو دیکھ کر کچھ لوگ ان کو سخت سمجھتے تھے حالانکہ وہ ''اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم'' کی تفسیر میں سیوہ اپنے اصاغر پر حد درجہ شفقت فرمانے والے شیخ تھیہ ان سے کبھی بھی کسی بھی مسئلہ پر تبادلہ خیال کرنا ہوا کبھی عذر بیان کرنا۔وہ میرے تو شفیق ومہربان اور مربی وشیخ تھے۔ہی مگر مجھ جیسے ہزاروں کے شیخ ومربی تھے۔اس فقیر سے خانوادۂ اشرفیہ کی نسبت اور والد مکرم کی وجہ سے بے پناہ کرم فرماتے تھے۔آہ آج علم کا وہ کوہ گراں یادگار سلف ہم سے رخصت ہوگیا۔حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ علماء کا دنیا سے رخصت ہوجانا لوگوں کی ہلاکت کی علامت ہے: لاریب فقیہ عصر بالاتفاق علماء مشائخ کے معتمد اور اپنے پیرخانہ کے محبوب ومقبول فقیہ تھے۔آپ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے مرید اور جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی کے سینیر اور قابل فخر استاذ ومفتی تھے۔آپ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے ممتاز فارغ التحصیل اور وہاں کی مجلس شرعی (فقہی بورڈ) کے اہم رکن بھی تھے۔جدید مسائل پر بہت گہری نگاہ رکھتے تھے۔آپ کے فتاوے ملک وبیرون ملک قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔قوم وملت کے الجھتے ہوئے مسائل کے حل میں آپ کو مہارت حاصل تھی ۔اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی بے حساب مغفرت فرمائے: آمین، بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ وسلم، اس افسوس ناک خبر سن کر کے ایصال ثواب کیا گیا: ہم تمام اراکین واساتذہ اور طالبان علوم نبویہ اس غم کے وقت میں مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے اہل وعیال اور پسماندگان کے ساتھ جامعہ امجدیہ گھوسی کے ارباب حل وعقد سے بھی تعزیت کرتے ہیں اور اس غم واندوہ کے

عالم میں برابر کے شریک ہیں۔ مفتی صاحب کا رخصت ہوجانا صرف ان کا نقصان نہیں ہم سب کا نا قابل تلافی نقصان ہے۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے میری خاص بات چیت

حضرت شیخ محمد ثاقب اقبال۔

ترجمہ:۔فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ صاحب مصباحی صاحب کا کل رات ہندوستان میں انتقال ہوگیا۔حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی صاحب کے دارالعلوم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں سب سے سینئر استاذ تھے اور عربی و اردو میں مختلف اسلامی علوم پر بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔شیخ محمد ثاقب اقبال اور حضرت مفتی آل مصطفیٰ رضی اللہ عنہ نے احمد آباد انڈیا میں ملاقات کی اور قوائد فقہ سے متعلق امور پر تبادلہ خیال کیا،فقہ عقلیہ (اقلیتی فقہ) کے خطرات اور جامعۃ الازہر کی جانب سے شہادت عقائد کی بنیاد پر جاری کردہ کچھ غیر متضاد فتوی۔ چار مذاہب پر اتفاق کیا گیا۔اور مذاہب اربعہ سے جاری ہونے والے فیصلے۔اس علمی مجلس میں دیگر بزرگ مفتی اور مشائخ بھی موجود تھے۔حضرت مفتی آل مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان میں التوضیح والتلویح کی جامع تفسیر تصنیف فرمائی ہے اور شیخ ثاقب کے مطابق حضرت کی کتاب علمائے کرام اور طلباء کے لیے نہایت مفید ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس سے نوازے۔آمین

مفتی آل مصطفی فقہی جزئیات پر گہری نظر رکھتے تھے۔

مولانا غلام رسول بلیاوی مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ

ہمارے ضلع کٹیہار موضع شیجنہ میں پیدا ہونے والے عالم دین حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ کے جشن دستار افتا وفضیلت میں حضرت کی شرکت ہوئی تھی۔ فربیت افتاء کے فارغین علمائے کرام کو آخری سبق بھی انہوں نے پڑھایا تھا۔ حضرت مفتی آل مصطفی مصباحی کی درسگاہ میں طلباء کا مطمئن ہونا اورخواہش مندرہنا ساتھ ملک کے ہراس فقہی سیمینار میں اپنے تحقیق اور فقہی جزئیات پر دسترس رکھنے والے مفکر کی حیثیت سے اہل علم ودانش کو اپنی صلاحیت کالوہا منوالیتے۔ حضرت مفتی صاحب کے مقالے سیمیناروں میں توجہ کے ساتھ سماعت ہی نہیں کیا جاتا تھا بلکہ بحث وتمحیص میں ان کے دلائل وجزیات وحوالہ جات کو پیش کیا جاتا تھا۔ حضرت کے وصال سے صوبہ بہار کا اہل علم یقیناغمزدہ ہیں۔ اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے جوار رحمت میں جگہ عطافرمائے۔ آمین

مفتی آل مصطفی کا تدریسی منہج کمال کا تھا

مفتی غلام حسین ثقافی نائب قاضی ادارۂ شرعیہ پٹنہ

صوبہ بہار کی عبقری اور علمی شخصیت محقق عصر، رمز شناس صاحب تدبیر، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال سے تدریسی دنیا سوگوار ہوگئی۔ وہ بہاراور بہار سے باہر علمی، ادبی، تحقیقی، تدریسی میدان کے درخشاں ستون تسلیم کئے جاتے تھے۔ ایک طویل عرصے سے درس وتدریس کو اپنا مشغلہ خاص بنایا تھا۔ کئی نسلوں کے مربی ومعلم

تھے۔ان کی مقبولیت درمیان طلبا یکساں تھی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس تدریسی و تحقیقی منہج کمال کا تھا اور افہام و تفہیم کا عظیم ملکہ حاصل تھا۔افہمام اخناب یا ابلاغ دقیق وعقد کی ضرورت پیش ہوتی تو دوران درس وہیں تکرار فرماتے تھے تا کہ زبر مقصود حاصل ہو جائے۔ بلا وجہ ضیاع اوقات سے پرہیز کرتے تھے۔فنون درسیات کے حوالے سے تمام عناصر پر گہری واقفیت تھی۔فقہ،اصول فقہ،اصول حدیث، اسماء الرجال، کلام، مناظرہ،فلسفہ پر کافی معلومات تھی۔ اوران پر مضبوط و مستحکم مطالعہ تھا۔اسکے علاوہ نہایت ہی سنجیدہ، خلیق اور مشفق تھے۔ چلتے پھرتے ، بولتے محسوس ہوتا کہ علم بول رہا ہے۔کتاب کے اوراق بول رہے ہیں۔مطالعات ومشاہدات کی کشش بول رہی ہے۔آپ فکر رضا کے داعی تھے۔اللہ سبحانہ تعالیٰ حضرت کی خدمات کو قبول فرمائے۔باغ ارم کے بالا خانوں کا مکین بنائے۔جماعت اہل سنت کو نعم البدل عطا فرمائے ۔آمین

دور زوال میں ایک ذی علم شخصیت کا رخصت ہو جانا قوم وملت کا عظیم خسارہ ہے

استاذ العلماء مولانا عبد الرحمن مصباحی شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

محب گرامی قدر فاضل جلیل عالم نبیل فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی آل مصطفی مصباحی اشرفی علیہ رحمۃ والرضوان، ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ سے ۱۹۹۰ء میں فارغ التحصیل ہوئے اور سند فضیلت و دستار سے نوازے گئے، بعدہ چند ماہ حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ الرضوان کی بارگاہ میں فتوی نویسی کی تربیت حاصل کی ابھی تمرین افتاء کا کام مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ آپکی استعداد و لیاقت کو حضور محدث کبیر مدظلہ العالی نے محسوس کرتے ہوئے انہیں طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ میں تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لیے گھوسی آنے کی دعوت دی۔

استاذ محترم کے ارشاد کی تعمیل میں موصوف گھوسی آ گئے اور تقریبا ۲۸ سال جامعہ امجدیہ رضویہ میں اپنے علمی فضل وکمال کی جلوہ ریزی کرتے رہے۔ اور فتویٰ نویسی کی تربیت حضور محدث کبیر مدظلہ العالی سے حاصل کرتے رہے۔ میں پہلی بار موصوف سے الجامعۃ الاشرفیہ میں متعارف ہوا جبکہ وہ تربیت افتاء کے کام میں مشغول تھے پھر جب وہ جامعہ امجدیہ رضویہ میں بحیثیت مدرس تشریف لائے، تو موصوف کی سادگی متانت اور حلم وضبط کی وجہ سے میرا اور فاضل گرامی حضرت حافظ وقاری مولانا محمد صدیق صاحب سے ان کا گہرا ربط و تعلق ہو گیا اور ہم تینوں افراد اکثر امور میں اور صبح وشام تفریح و دسترخوان میں شریک رہتے۔

مفتی آل مصطفی صاحب میں جو خوبیاں ومحاسن تھے اسکی چند جھلکیاں اس طرح ہیں کہ

موصوف فطری طور پر منکسر المزاج و خوش اخلاق اور غصہ ضبط کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے، خوش وملال کے وقت بھی زبان نازیباں کلمات بولنے سے احتراز کرتے تھے۔اساتذہ اور اپنے سے بڑے ہی شفیق، تمام درسی کتب کی تدریس کی پوری صلاحیت رکھتے تھے، لیکن ان کا رجحان ومیلان مضمون نویسی اور فتوی نویسی کی طرف زیادہ تھا۔اور فقہیات پر انہیں کافی عبور کاصل تھا۔ملک کے مشہور و مؤقر ''ماھناموں'' میں موصوف کے مقالات چھپتے رہتے تھے، جسکی وجہ سے بہت سے علماء غائبانہ طور پر آپ سے متعارف تھے اور علماء کے مابین آپکی اچھی مقبولیت وشہرت تھی، جب الجامعۃ الاشرفیہ میں مجلس شرعی کا قیام ہوا تو جن منتخب افراد کو اس کارکن بنایا گیا ان میں موصوف کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔اور مجلس شرعی کے فقہی سیمینار کے سولات کی ترتیب میں آپ نے اپنی صلاحیت وقابلیت کا خوب مظاہرہ کیا اور علمی بحثوں میں حصہ لیا۔ایک عرصہ تک ماھنامہ ''جام نور'' میں شرعی سولات کے جوابات کی ذمہ داری نبھائی۔

اور جب مجلس برکات کی جانب سے درسی کتب پر حاشیہ نگاری کے لیے جامعہ اشرفیہ کے بعض اساتذہ اور دیگر علماء کو ذمہ داری سونپی گئی تو آپ نے اصول فقہ کی مشہور کتاب ''التوضیح'' پر عمدہ حاشیہ نگاری کر کے ایک اہم کام انجام دیا۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے فتاوے کی ترتیب اور فہرست سازی اور اشاعت میں آپ نے بڑی محنت کی اور فتاوی امجدیہ پر ایک طویل مقدمہ لکھ کر صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا موصوف تحریر وقلم کے دھنی تھے انداز نگاری شگفتہ اور علمی ہوا کرتا تھا ۔جو طلبہ آپ سے قریب رہتے تھے انہیں بھی لکھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

موصوف گرامی کی پر اسرار رحلت سے کافی قلق ورنج ہوا کہ اس دور زوال میں ایک ذی علم شخصیت کا رخصت ہو جانا قوم وملت کے لیے بہت عظیم خسارہ ہے، چند سال پہلے آپ عمرہ کی غرض سے حرمین شریفین بھی حاضر ہوئے تھے۔اور مواجہ اقدس میں دلائل الخیرات شریف کی قرأت سے سعادت حاصل کی تھی جسکا ذکر انھوں نے بڑے والہانہ انداز میں کیا تھا۔ایک مخلص

دوست سے جدا ہو جانے سے کافی کمی محسوس ہو رہی ہے، مگر قضائے الٰہی کو کون ٹال سکتا ہے۔ بصمیم قلب دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرمائے اور اپنے خصوصی فضل ورحمت سے نواز کر جنان عالیہ میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی الاولیاء والعلما اجمعین۔

❁❁❁❁❁❁

مفتی صاحب قبلہ کی رحلت یقینا ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم خسارہ

ابوالحسن محمد اشرفی جیلانی، جانشین صوفی ملت کچھوچھہ شریف

مفتی صاحب قبلہ کی رحلت یقینا ملت اسلامیہ کے لیے بالعموم اور الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات ہبلی کے لیے بالخصوص ایک عظیم خسارہ ہے، مفتی صاحب سے ہمارے دیرینہ تعلقات تھے۔ بہت سے دینی وعصری مسائل میں تبادلۂ خیال ہوا کرتے، وہ ہمارے قائم کردہ جامعہ ہذا کے محسن ومربی اور بڑے خیر خواہ تھے۔ وہ شروع سے ہی جامعہ کے علمی معیار کو بلند تر دیکھنا چاہتے تھے۔ اور ہمیشہ اپنے بہترین وکارآمد مشوروں سے نوازتے رہتے۔ غالبا جامعہ کے قیام کے ایک سال بعد ہی سے وہ انتہائی مصروف ہونے کے باوجود ہر سال بڑی پابندی کے ساتھ ششماہی وسالانہ ودیگر مواقع پر طالبات کے تعلیمی جائزہ کے لیے تشریف لاتے ان کی ہمیشہ آرزو یہ ہوا کرتی تھی کہ جامعہ ہذا کی طالبات محنت سے پڑھائی کریں وہ قابل وباصلاحیت ہوں بہترین معلمہ، مدرسہ اور مربیہ بنیں، اعلی تعلیم کے ساتھ ساتھ خود کو بہترین اخلاق سے آراستہ کریں، جب سے ان کی طبیعت ناساز ہوئی میں مسلسل ان کے رابطہ میں رہا، ہر دو تین دن پر ان سے فون پر بات ہوجاتی، ان کی خبر وخیریت دریافت ہوجاتی ان کی طبیعت پہلے سے بہتر تھی لیکن ''ولکل اجل مسمی'' (کائنات کی ہر شی اپنی مقررہ مدت کیساتھ ہے) بالآخر وہ داعی اجل کو لبیک کہ گئے۔ آج ملت اسلامیہ نے ایک بڑا قیمتی اثاثہ اور گوہر نایاب کو کھودیا ہے، اس لیے مفتی

صاحب کی رحلت کا غم صرف ان کے اہل خانہ اوران کے احباب واقربا کا غم نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا غم ہے میں اپنی طرف اور جامعہ کے تمام اراکین واساتذہ معلمات وطالبات اور جملہ اسٹاف کی طرف سے مفتی صاحب کے اہل خانہ کوتعزیت پیش کرتا ہوں۔ کہ یقینا مفتی صاحب بے پناہ خوبیوں کے حامل تھے، وہ متبحر وجید عالم دین اور جماعت اہل سنت کے ایک عظیم محقق و مدقق تھے۔ مسلک اہل سنت کے عظیم ترجمان اور علم شریعت وطریقت کے بہترین سنگم تھے۔ پوری زندگی اخلاص وللٰہیت کے ساتھ دین وملت اور مسلک ومشرب کی خدمات میں رہے اور تصوف وسلوک اور خانقاہی روایات کے محافظ وامین بنے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کے درجات بلند ہوں ان کی تمام علمی ودینی جد وجہد مقبول ومشکور ہوں، ان کے فرزندان وپسماندگان اور ہم سب کوصبر جمیل کی توفیق ہو، اور جماعت اہل سنت کوان کا بہترین بدل عطا ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین یارب العالمین۔

فقیہ اہل سنت کا انتقال جماعت کا ناقابل تلافی نقصان

محمد علاؤ الدین قادری رضوی

خادم: محکمہ شرعیہ سنی دار الافتاء والقضاء پوجانگر میرا روڈ ممبئی ۶

انا للہ وانا الیہ راجعون: حضرت فقیہ اہل سنت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی صاحب کے انتقال کی خبر نے جماعت کے تمام حساس علماء کو غمزدہ کر دیا یہ جماعت اہل سنت کا عظیم خسارہ ہے جس کی بھرپائی مدتوں بعد بھی شاید نہ ہو۔ حضرت فقیہ اہل سنت سے میرے بڑے گہرے مراسم تھے، آپ کی فقاہت کو دیکھتے ہوئے سب سے پہلے فقیہ اہل سنت کے لقب سے فقیر نے ہی آپ کو یاد کیا اور انجمن ثنائیہ دار الیتٰمی ایجوکیشنل ٹرسٹ میرا روڈ ممبئی کی جانب سے اہل سنت کے جلیل القدر شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید علی احمد اشرفی قدس سرہ خطیب و امام حکیم دائم مسجد ممبئی کے مقدس ہاتھوں سے امام احمد رضا سیمینار و کانفرنس کے حسین موقع پر آپ کو مقتدر علمائے اہل سنت کی موجودگی میں "فقیہ اہل سنت" ایوارڈ دیا گیا جسے آپ نے بصمیم قلب قبول فرمایا یہ کہتے ہوئے کہ اس تاریخ ساز سیمینار و کانفرنس میں آپ حضرات نے اس فقیر کو یاد تو کیا ورنہ جامعات کے مدرس کو اہل ممبئی بہت ہی کم اپنی دینی کانفرنس میں یاد کرتے ہیں اور مجھے یاد نہیں کہ اس پروگرام کے بعد آپ دوبارہ ممبئی کے کسی دینی پروگرام میں حاضر آپ ہوں البتہ! یہاں سے قبل

ممبئی کے دیگر اداروں میں بھی آپ کا آنا ہوا ہے۔آپ نے اپنی تدریسی خدمات کے ذریعہ لاکھوں باصلاحیت علماء، فضلا، خطباء شیوخ، ائمہ ودینی مبلغین پیدا کیا جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔آپ واحد ایسے فقیہ تھے جسے بیک وقت مرکزعقیدت بریلی شریف اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی فقہی مجلس کی رکنیت حاصل تھی بلکہ دونوں مجلسوں میں آپ کی فقہی تحقیقی مقالوں کو ایک خاص نوعیت سے جگہ دی جاتی رہی ہے، ماہنامہ جام نور دہلی کے توسل سے آپ کے فتاوے خوب پڑھے گئے،آپ نے جو علمی اثاثے چھوڑے ہیں کاش! آپ کے مخلص احباب یا تلامذہ کوئی تو آگے بڑھ کران اثاثوں کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کریں کہ یہ آپ کی روح کو بہترین خراج عقیدت ہوگی۔حضرت فقیہ اہل سنت کے تمام فتاوے کو فقیر قادری رضوی اور مولانا محمد ارشاد عالم نعمانی نے غالباً سات سال قبل ہی فہرست اور ابواب کے اعتبار سے فائلنگ کردی تھی مصروفیت کی بنا پر کمپوزنگ کا کام نہ ہوسکا تو آپ کے حکم کے مطابق وہ تمام فائلیں عزیزم حضرت مفتی محمد شاکر رضا امجدی لاتور(مدرس: مدرسہ گلشن رضا کولمبی تعلقہ نائیگاؤں، ضلع ناندیڑ مہاراشٹرا) حضرت نے مجھ سے واضح لفظوں میں کہا تھا کہ فتاوے کی وہ تمام فائلیں جو آپ نے اورعزیزم مولانا محمد ارشاد عالم نعمانی نے ترتیب دیا ہے میرے معتمد خاص، عزیز شاگرد عزیزم مفتی محمد شاکر رضا سلمہ کو دیدیں وہ میرے معتمد ہیں ان شاء اللہ عزوجل جب وہ کمپوز کردیتے ہیں تو آپ ضرور نظر ثانی کریں۔حضرت فقیہ اہل سنت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فتاوے کے وہ تمام فائل عزیزم مفتی محمد شاکر رضا سلمہ کے حوالے کردیا۔

الحمدللہ! آج میری فون پر بات ہوئی تو معلوم ہوا کہ ایک جلد کی کمپوزنگ مکمل ہوچکی ہے اور دوسرے جلد کا کام شروع ہے یہ کوئی پانچ ضخیم جلدیں ممکن ہے۔

حضرت فقیہ اہل سنت نے ایک مرتبہ مجھ فقیر سے فقہی مجموعہ کے نام پر تبادلہ خیال کیا تو میں

نے انہیں جب یہ نام" العطایا المجتبیٰ فی الفتاوی آل مصطفیٰ المعروف "فتاویٰ آل مصطفیٰ" تجویز کیا تو بے حد مسرت کا اظہار فرمایا اور اس نام کو پسند بھی کیا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ مفتی محمد شاکر رضا صاحب کو اس کام کے لئے مزید حوصلہ سے نوازے۔ فقیر جب بھی کسی فقہی مسئلہ کی معلومات کے لئے کال کرتا تو نہایت اطمینان بخش جواب دیتے جس سے قلب وجگر کو ٹھنڈک پہنچتی اور فخر محسوس کرتا کہ اہل سنت میں جبتک ایسی علمی شخصیت موجود ہیں اہل باطل ہمارا کبھی کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ فالحمد للہ علی ذالک اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت فقیہ اہل سنت کی مغفرت فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین

ایسا کہاں سے لاؤں تجھ سا کہیں جسے

خواجہ ساجد عالم لطیفی مصباحی، خانقاہ لطیفیہ رحمٰن پور

آئینہ کیوں نہ دوں تماشا کہیں جسے ایسا کہاں سے لاؤں تجھ سا کہیں جسے

ابھی ابھی اکابرین کی صف کی ایک نمائندہ و تابناک شخصیت یعنی ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ حاوی اصول وفروع عالم بگانہ فاضل یکتائے زمانہ حضرت علامہ مولانا مفتی حسن منظر قدیری نور اللہ مرقدہ کے سانحہ ارتحال کی خبر سے بوجھل دل اور فکر وخیال کی سونی سونی دنیا لئے شب وروز کی بے ذوق گھڑیاں گزار ہی رہا تھا کہ اچانک ۹/ جنوری ۲۰۲۲ء کی صبح تڑکے آبروئے سنیت فخر جماعت شہیر ھند و سندھ، نابغہ روزگار، نادر دھر، کبریت احمر اور جہان محاسن وکمالات کا حامل انسان حضرت علامہ مولانا مفتی، محدث، مفسر، مصنف، محقق، مناظر، ادیب، ممتاز صاحب زبان وادب آل مصطفیٰ اشرفی مصباحی استاذ شعبہ فقہ وحدیث جامعہ امجدیہ طیبۃ العلما گھوسی ضلع مئو یوپی کے وصال پر ملال کی اطلاع ملی۔ سچ جانئے کچھ وقفہ کے لئے سکتے میں آ گیا۔ دل ودماغ کا عالم زلزلے سے دوچار ہونے لگا۔ فکر ونظر کی کائنات بے نور ہوگئی۔ سنبھالے نہیں سنبھل پا رہا تھا۔

حضرت موصوف کی تہہ دار ذات، کثیر الجہات شخصیت، گونا گوں امتیازات وخصوصیات کے مالک ہستی امید کا وہ فانوس تھے۔ کہ جن کے حوالے سے بہار سے لے کر بنگال تک کے انصاف پسند، غیر جانب دار، حق گو وحق شناس، باشعور وصاحب نظر یہی کہا کرتے تھے کہ عصر حاضر میں علم وفن، فکر وادب، تحقیق وتتبع، تصنیف وتالیف اور دیگر شعبہائے علوم وفنون کے رخ سے جو حضرات گرامی قدر وقار سیمانچل کے باشندے ہوکر پورے ملک کے طول وعرض میں اس

پسماندہ و دور افتادہ خطے کی نمائندگی کر رہے ہیں اور یہاں کی عظمت و وقار کا سکہ جمائے ہوئے ہیں۔ان بزرگوں کے بعد جو نمائندہ صف سامنے آئے گی تو اس کے سالار و سرخیل حضرت مفتی آل مصطفیٰ اشرفی مصباحی کٹیہاری کا وجود مسعود ہی ہوگا۔چونکہ حضرت ممدوح علیہ الرحمہ اپنی مختصر سی حیات مستعار میں ہی علمی وفنی اور تحریر وارشاد کے منفرد المثال کارناموں وخدمات کے تناظر میں برصغیر کے آفاق پر چھا گئے تھے۔سیمانچل سے لے کر بھارت کے پورے کرۂ ارض میں ان کی شہرت ومقبولیت کا پرچم بلند تھا۔پڑوسی ممالک بھی ان کی ذات سے متاثر اور مرعوب تھے۔

''توضیح تلویح'' کی بزبان عربی تحشیہ وتعلیق، مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے علاوہ دیار عرب کے مطابع میں شائع ہوئی۔ ۲۰۰۶ء کے ایک انٹریو کے مطابق آپ کے تصنیفات و تالیفات ۱۴؍جبکہ دیگر رشحات فکر وقلم ۸۲؍ہیں یہ تو ۲۰۰۶ء تک کی بات ہے۔اس اطلاع سے محروم ہوں۔سن ولادت ۱۹۷۱ء سے سال وصال ۲۰۲۲ء تک کے تقریبا پچاس سالہ سفر حیات میں آپ نے جو علمی وفنی، تحریری وتقریری، دعوت وتبلیغ، تحریک وتنظیم وغیرہ وغیرہ کے حوالے سے نقوش و اثرات جریدۂ عالم پر ثبت کئے ہیں۔ان حقائق و امور نے آپ کی ذات قدسی صفات کو فرش سے عرش تک پہنچادیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ آپ ایک قلیل مدت میں ہی اپنے اقران واماثل پر فائق و برتر ہو گئے تھے ۵۰؍سال کا ہو کر بھی ۸۵؍سالہ معمر بزرگ سمجھے جانے لگے تھے۔اس ذرہ بے مقدار کی ان سے یاد اللہ پرانی تھی۔لگ بھگ ۲۶؍۲۷؍سال سے ان کی قربت وصحبت کا نظر کرم رہا کرتا تھا۔ہر ملاقات ہر دید وشنید کی ساعتوں میں ان کی کرم نوازیوں و شفقتوں کی شبنمی چھینٹوں سے بہرور ہوا کرتا تھا۔ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۲ء میں جب پردادا حضرت علامہ مولانا حضور شاہ حفیظ الدین لطیفی برھانی قدس سرہ النورانی بانی خانقاہ و مدرسہ لطیفیہ رحمن پور، بارسوئی، کٹیہار، بہار کے جشن صد سالہ کے حسین و یادگار موقع پر صاحب جشن کے تعلق سے ایک تحریر کی فرمائش کی تو حضرت ممدوح بسر وچشم قبول فرمایا۔ہفتہ،عشرہ میں ہی

ایک گرانقدرووقیع مقالاارسال فرمایا۔یہی مقالاآج ''عرفان حفیظ'' اورسہ ماہی پیغام مصطفیٰ اتر دیناجپور'' وغیرہ میں شامل اشاعت ہوکران علمی وقلمی چیزوں کے اعتبارووقارمیں چارچاندلگائے ہوئے ہے۔مجدداعظم فقیہ اسلام امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۲۷۲ھ ۱۳۴۰) کے مخلص معاصراورایثارشعاررفیق کاریعنی قدوۃ العلما زبدۃ الفضلا صاحب تصانیف جلیلہ حضرت علامہ مولاناصوفی شاہ حفیظ الدین لطیفی برھانی قدست اسرارھما (۱۲۴۵ھ/ ۱۳۳۳ھ) کے مدرسہ و خانقاہ لطیفیہ رحمن پور سے آپ کا رشتہ وتعلق خاطرخاص قدیمی تھا۔ایک عرصہ قبل جب یہاں جماعت حفظ کے طلبہ کی دستار بندی کے جلسے موقع بموقع ہوا کرتے تھے توان ہی مواقع میں آپ دوبارقدم رنجہ ہوئے۔اوراجلاس میں شرکت فرماکرلاجواب تقریروبیان سے حاضرین وسامعین کے قلوب واذھان کومسخرفرمایا۔برسوں پہلے کے یہ واقعات آج یہاں کی داستان پارینہ کاایک سنہرااورق ہیں۔حضرت ممدوح کی ذات کو یہاں کا ہرخردوکلاں ٹوٹ کر چاہتا تھا۔اورحضرت ممدوح بھی یہاں کے آسودہ خواب مشائخ وصوفیا سے نیاز مندانہ واسطہ رکھتے تھے جبکہ دیگر موجودین سے بھی یارانہ تھا۔اب یہاں مجھے یہ کہنے کاموقع دیا جائے کہ آج جبکہ برصغیرسطح پر جملہ تعلیمی اداروں،تحریکوں وتنظیموں اورخانقاہوں کوآپ جیسی ذات کی ضرورت جزولاینفک کے طورپرتھی۔اسی طرح ہماری اس ناتواں وکہترخانقاہ کوبھی یقینااسی نوعیت کی ضرورت وحاجت تھی۔حضرت ممدوح طبعی عمرکے لحاظ سے کافی پہلے ہی داعی اجل کولبیک کہہ گئےجس سے پوری دنیائے سنیت کی توقعات کی آنکھیں ڈبڈباگئیں۔کتنے منصوبوں پر پانی پھرگئے، کتنےعزائم و مقاصدکے اھداف اوندھے منھ گرگئے۔اتنی جلدی توخساروں ونقصانات کااندازہ نہیں ہوسکتا مگروقت آئے گاکہ جوزبان حال یاقال سے پوری تودادسنانے پرمجبورہوگا۔رب قدیرکی بارگاہ کائنات پناہ میں دست بدعاہوں کہ ان کانعم البدل عطافرمائے اورہم غمزدوں کوصبروشکیب کی توفیق رفیق نصیب ہو۔

موت العالم موت العالم

شریک نم وفقیر اشرفی محمد وسیم اصغر خان اشرفی مالوی ناظم اعلیٰ: دار العلوم اشرفیہ قطبیہ

نحمده و نصلي و نسلم على رسوله الكريم!

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آج مورخہ ۱۰ جنوری ۲۰۲۲ء، بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق بذریعہ فون انتہائی المناک خبر ملی کہ اعلیٰ حضرت کے علمی وارث فقیہ عصر نجم العلماء افتۃ الفقہا، محقق مسائل شرعیہ مرید سرکار کلاں تلمیذ فقیہ نفس، دنیائے علم وادب کی زینت، استاذ الاساتذہ و مایہ ناز عالم دین متین مفکر اسلام، حضرت علامہ مولانا مفتی آل مصطفےٰ مصباحی اشرفی صاحب قبلہ بارہ بج کر 30 منٹ پر طویل علالت کے بعد اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ روح فرسا خبر ملتے ہی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات نیچے آئے اور زبان نے بے ساختہ کہا: **إنالله و انا إليه راجعون "إن لله ما أخذ و له ما أعطى، و كل شيئ عنده بأجل مسمى فليصبر و ليحتسب"** اللہ ہی کا ہے جو کچھ اس نے لے لیا اور جو کچھ دیا وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے یہاں ہر چیز کا وقت متعین ہے، آپ صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں۔ (صحیح بخاری) یہ اللہ کا قانون ہے: **كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال و الإكرام، كل نفس ذائقة الموت**" ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور اس دار فانی سے رخت سفر باندھ کر دار بقا کی طرف روانہ ہونا ہے۔ جب وقت مقرر آ جائے گا

تو ایک سکنڈ بھی آگے پیچھے نہیں ہوگا۔ ولكل أمة أجل فإذا جاء أجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون) مالک حقیقی نے عالم رنگ و بو میں وجود وعدم کا سلسلہ جاری رکھا ہے، لوگ آتے جاتے رہیں گے موت وحیات کا قافلہ رواں دواں رہے گا لیکن بعض نفوس قدسیہ جانے کے بعد بھی اپنا نقش چھوڑ جاتی ہیں جو آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ کا کام کرتی ہے۔ وہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی زندگی کو قوم وملت، دین وسنیت، شریعت وطریقت، سماجی فکری اور ملی تبلیغی خدمات کے لیے وقف کر دیتی ہیں۔ ان کی موت سے صرف ان کے اہل خانہ اور خویش واقارب ہی میں غم والم کا ماحول نہیں ہوتا بلکہ معاشرتی سماجی، ملی، علمی، دینی ملی فکری تبلیغی زندگی میں ایک ایسا خلا پیدا ہوجاتا ہے جس پر انھیں بے ساختہ ہوجاتیں اور اس کی بھرپائی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ انہیں اوصاف حمیدہ وذات ستودہ میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات تھی، جو تنہا ہمہ جہت شخصیت کے حامل۔ وسیع القلب اور عمیق نظر کے مالک، درس وتدریس، وعظ ونصیحت، افتاء وارشاد علم وادب، اکابر کی حد درجہ تعظیم وتکریم، اصاغر نوازی، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، بلکہ ہر شعبہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیا کرتے تھے اور عاشقان رسول واولاد رسول کے لیے رحماء بینہم اور کفار وبد دین کے لیے اشداء علی الکفار کی عملی تفسیر تھے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات گرامی منار والم اور مرجع عام وخاص تھی۔ ماضی قریب میں جماعت اہل سنت کی بہت سی قدآور اور نابغہ روزگار شخصیتیں یکے بعد دیگرے رخصت ہوگئیں جو جماعت اہل سنت کے لیے ستون بے کراں ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ علما کی کثرت سے انتقال کرنا قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ علما کا دنیا سے جانا لوگوں کی ہلاکت کی علامت ہے۔ (سنن دارمی) خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”موت الف عابد قائم الليل وصائم النهار اهون من موت عالم بغير حلال الله وتر اسه“ ایک ہزار شب زندہ دار اور روزے دار عابدوں کی موت

کم ہے ایک ایسے عالم باعمل کی موت سے جسے حلال وحرام کا علم ہو۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ مولانا وصی احمد محدث صورتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تذکرے پر فرمایا: قیامت قریب ہے اچھے لوگ اٹھتے جاتے ہیں، جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا امام بخاری نے انتقال فرمایا تو نوے ہزار شاگرد محدث تھوڑے، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے انتقال فرمایا اور ایک ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل! اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی (نائب) نہیں چھوڑتے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت:) قادری سمنانی دارالاقامہ کولکاتہ میں جب کوئی ایسا استفتا آتا جس کا حل اس فقیر اشرفی کو مشکل لگتا تو میں جن چند شخصتوں سے رابطہ کرتا ان میں ایک مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات تھی جو نہایت سنجیدہ وسہل انداز میں جواب دیتے اور لکھے ہوئے جواب پر نظر ثانی فرما کر موبائل پر بھیج دیتے۔ یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ آپ کا سانحہ ارتحال مسلمانان عالم کے لیے بالعموم اور علمائے اہل سنت کے لیے بالخصوص ایک عظیم خسارہ ہے جس کی تلافی دور دور تک نظر نہیں آتی۔ فقیر اور ادارہ کے جملہ اساتذ و ممبران مفتی صاحب کے اہل خانہ وخویش واقارب کے غم میں شریک ہیں اور ان کی خدمات عالیہ میں کلمات تعزیت پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور ملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بحرمة نبيه وحبيبه ورسوله سيد المرسلين شفيع المذنبين عليه وعلى آله و صحبه و ازواجه وذرياته وعشرته وعشيرته واهل بيته وأصوله وفروعه والمخدوم الاشرف السمناني اجمعين الى يوم الدين۔

۲۱ ویں صدی میں سواد اعظم کے علوم وفنون کے وارث تھے

مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ

علامہ قمر الزماں اعظمی

۱۰/ جنوری رضا اکیڈی کے دفتر میں ایک تعزیتی پیغام میں محافظ ناموس رسالت حضرت الحاج محمد سعید نوری بانی رضا کیڈمی نے کہا کہ ملک کے عظیم مفتی سواد اعظم اہل سنت و جماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم سپہ سالار حضرت علامہ مولانا مفتی آل مصطفی رضوی مصباحی جامعہ اشرفیہ کے ممتاز فاضل، جامعہ امجدیہ کے مایہ ناز استاذ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کے رکن اور باکمال محقق و تجزیہ کار تھے ان کے وصال سے دنیائے سنیت سونی ہوگئی حضرت مفتی صاحب قبلہ نہایت منکسر المز اج اور اپنے اسلاف کے پرتو نظر آتے تھے رضا اکیڈی سے والہانہ محبت کرتے تھے رضا اکیڈی کے خدمات پر خوشی کا اظہار فرماتے اور بے شمار دعائیں دیتے نوری صاحب نے کہا کہ حضرت قبلہ مفتی آل مصطفی صاحب سے ہمارے اچھے مراسم تھے جب بھی ملاقات ہوتی رضا اکیڈی کے لئے اچھی رائے اور کارآمد مشورے سے نوازتے، دریں اثنا بذریعہ فون مفکر اسلام داعی کبیر حضرت علامہ مولانا قمر الزماں اعظمی صاحب نے محافظ ناموس رسالت، اسیر مفتی اعظم، الحاج محمد سعید نوری سے حضرت قبلہ مفتی صاحب آل مصطفی صاحب کے وصال پر گہرے رنج وغم کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ ۲۱ ویں صدی میں اہل سنت و جماعت کے مایہ ناز علما ومفتیان عظام ایک کے بعد دیگرے ہم سے رخصت ہوتے رہیں بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ یہ اہل سنت کے لئے بہت بڑا المیہ ہے کہ ہمارے اکابرین ہم کو چھوڑ کر جاتے رہے مفتی صاحب کے

خدمات ان کے درس وتدریس اور افتاء کے حوالے سے دنیا ہمیشہ یادر کھے گی آپ نے پوری زندگی درس وتدریس تعلیم وتعلم اور افتاء میں گزاردی آپ مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور اپنے اسلاف کے علم بردار تھے۔ جہاں آپ ازہر ہند الجامعہ اشرفیہ کے ممتاز فاضل تھے تو وہی جامعہ امجدیہ گھوسی کے مایہ ناز اور بے مثال استاد تھے۔ ۱۰/ جنوری کو حضرت کے وصال کے موقع پر رضا اکیڈی کے دفتر میں ایک محفل ایصال ثواب منعقد ہوئی جس میں جانشین سراج ملت حضرت علامہ مولانا حافظ سید جیلانی میاں خطیب وامام رضا جامع مسجد پھول گلی ممبئی، حضرت مولانا عباس رضوی، حضرت مولانا ظفر الدین رضوی، محمد عارف رضوی، احمد رضا نوری میاں مصطفی رضا (امن میاں) کے علاوہ ودیگر علماء وائمہ شریک ہوئے۔ الحاج محمد سعید نوری سربراہ رضا اکیڈمی نے اہل سنت کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان اپنے بچوں کو علم دین کا درس ضرور دیں علماء ہم سے اٹھتے جارہے ہیں اپنی نسلوں کو اپنے اسلاف کے کردار وعمل اور علوم وفنون ضرور نقل کریں تاکہ دور حاضر میں اٹھنے والے تمام باطل نظریات کے سد باب ہو سکے۔ فاتحہ خوانی ہوئی اور حضرت قبلہ مفتی آل مصطفی رضوی مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کو ایصال ثواب کیا گیا اللہ تعالی ان کے درجات کو بلند فرمائے ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ان کی اولاد اور شاگردوں کو ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علماءزمین کے چراغ ہیں

ابوضیاءغلام رسول سعدی کٹیہاری

خلیفۃ حضور شیخ الاسلاخطیب وامام فیضان مدینہ ہلگام کرناٹک، انڈیا۔

استاذ العلمافقیہ عصر حضرت علامہ مفتی آل مصطفی اشرفی مصباحی علیہ الرحمہ کارات ۱۲ بج کر ۳۰ منٹ پر انتقال ہوگیا ہے یہ خبر پڑھنے کے بعد دل ماننے کو تیار نہیں مگر کیا کریں ماننا ہی ہوگا کیوں کہ یہ قانون قدرت ہے جو پیدا ہوا اسے ایک نہ ایک دن جانا ہی ہوگا۔

سورج ہوں روشنی کی رمق چھوڑ جاؤں گا   میں ڈوب بھی گیا توشفق چھوڑ جاؤں گا

ایسی ہی شخصیت حضرت والا کی تھی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے العلماء مصابح الارض علماء زمین کے چراغ ہیں اور جہاں چراغ ہوتا ہے وہاں روشنی ہوتی ہے حضور فقیہ اہل سنت استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد آل مصطفی اشرفی مصباحی علیہ الرحمہ مقام بارسوئی کٹیہار بہار کے باشندہ تھے۔آپ کی ذات یقینا اہل سنت کے لیے ایک بے مثال چراغ کی حیثیت رکھتی تھی حضرت مفتی موصوف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا وصال دنیاے اہل سنت کو اندھیرے میں لاکر کھڑا کردیا۔اور یہ رہی ہے کہ جب چراغ گل ہوتا ہےتو اندھیرا بسیرا کرلیتا ہےاور آج کی تاریخ ۱۰ / جنوری ۲۰۲۲ عیسوی بمطابق ٦ / جمادی الآخر کوفقیہ اہل سنت کی رحلت سے علما وتلامذہ کے لیے دن کے اجالے میں بھی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا چکا ہے جس سے یہ اب نہ بولنے کی طاقت ہے اور نہ کچھ لکھنے کو انگلیوں میں ہے۔کیوں کہ حدیث پاک میں ہی ہے۔موت العالم موت العالم- عالم کی موت عالم کی موت ہے۔مفتی صاحب قبلہ کی وفات سے چاروں طرف

رنج وغم، آہ وفغاں کا طوفان برپا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ کے چاہنے والے ہزاروں علماء تلامذہ اور معتقدین اب اشک بار آنسوؤں کے ساتھ یہ پڑھنے پر مجبور ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون آپ مرید وخلیفہ مخدوم المشائخ سرکار کلاں حضور سیدنا مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ سے تھے اور حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی سید احمد مدنی میاں اشرفی جیلانی سے بھی خلافت حاصل تھی۔ بس اخیر میں بحر الاسرار قطب العرفاء، والعشاق عارف باللہ حضرت سیدنا شاہ عبد العلیم اسی سکندر پوری ثم غازی پوری علیہ الرحمہ کا شعر کہوں۔ آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی۔ ہے شب وگور بھی اس گل سے ملاقات کی رات بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہوں اللہ پاک بطفیل حبیب پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقیہ اہل سنت استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی آل مصطفی اشرفی مصباحی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے اہل وعیال، لواحقین، علما وتلامذہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۱) سید جلال الدین اشرفی، مخدوم اشرف مشن خانقاہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ پنڈوہ شریف، قطب شہر، مالدہ، بنگال

حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ اپنے کاموں میں پرخلوص اور پر جوش تھے۔ خداداد ذہانت وصلاحیت کی وجہ سے علمی طبقوں میں آپ کا مقام اعلیٰ تھا۔ منکسر المزاج تھے۔ آپ کا اخلاق وکردار بلند اور علمی رعب چہرے پر نمایاں تھا۔ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے، ان کے درجات بلند فرمائے اور اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

(۲) مولانا احمد رضا امجدی خلاقی وجملہ اساتذہ کرام واراکین، دار العلوم ملت اسلامیہ تیغیہ مقام سرا، پوسٹ شری کانت ضلع مظفر پور بہار۔

مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ نور اللہ مرقدہ ایک باصلاحیت مدرس، مفتی، محقق اور

مختلف علوم وفنون میں کمال رکھتے تھے۔اور بالخصوص میدان فقہ وفتاوی کے ایک عظیم شہسوار تھے۔

(۳) مولانا محمد سفرالدین مصباحی ومولانا چاند علیمی قمر جامعی، مخدوم اشرف مشن خانقاہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ، پنڈوہ شریف۔

اس دور قحط الرجال میں فقیہ اہل سنت، محقق عصر حضرت مفتی آل مصطفی صاحب علیہ الرحمہ جیسی عدیم المثل شخصیت کا انتقال سنیت کا عظیم خسارہ ہے۔واقعی آپ نباض قوم وملت اور بہترین مصلح تھے۔فقہی جزئیات پر گہری نظر رکھتے تھے۔نت نئے قدیم وجدید مسائل پر سیر حاصل بحث کرنا آپ کا طرہ امتیاز تھا۔فقہی سیمناروں میں آپ کی حیثیت روح رواں کی ہوتی تھی۔عرض کہ تصنیف وتالیف،تحریر وخطابت اور تدریس ومناظرہ میں اپنی مثال آپ تھے۔

(۴) مولانا صدرالوری قادری مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور:

مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ احمۃ والرضوان ایک باکمال مدرس، پختہ قلم کار،اور ایک بالغ نظر مفتی تھے،جن کے فتاویٰ اوران کے تحقیقات قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں اور یہ کارہاے نمایاں ان شاءاللہ ان کے باقیات صالحان میں شمار ہوں گے۔

(۵) رکن شوریٰ حاجی ابو ماجد مولانا محمد شاہد عطاری مدنی۔

محقق دوراں فقیہ عصر استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ ایک باکمال مدرس، پختہ قلم کار،اور ایک بالغ نظر مفتی تھے۔جن کے فتاوی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کے علمائے کرام کے تاثرات

(۱) صدارتی کلمات میں حضرت امان میاں صاحب قبلہ نے فرمایا کہ مفتی آل مصطفی مصباحی صاحب جماعت اہل سنت کے صاحب بصیرت فقیہ عظیم مفتی تھے۔ آپ جماعت کے قیمتی سرمایہ تھے۔

(۲) شیخ نعمان احمد ازہری ناظم تعلیمات البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ۔

موصوف نے حضور فقیہ اہل سنت کے علمی کارناموں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''فقیہ اہل سنت علم و تحقیق میں بلند مقام رکھتے تھے۔ مختلف سیمینار اور کانفرنس میں شرکت فرماتے۔ گراں قدر مقالے تحریر فرماتے، سیمینار میں مسائل کے حل کے لیے بحث و مباحثہ میں حصہ لیتے۔ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے سالانہ علمی مجلہ ''اہل سنت کی آواز'' میں بھی مسلسل مضامین لکھتے۔ اور اپنی تحریروں سے مسلمانوں کی رہنمائی کرتے۔ کئی علمی اور تحقیقی کام بھی انجام دیا۔ جس سے لوگ آج بھی استفادہ کرتے ہیں۔

(۳) مولانا سید نور عالم مصباحی، مفتی محمد جنید برکاتی مصباحی اور مولانا عارف رضا نعمانی مصباحی، نے بھی اپنے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مجلس شرعی مبارک پور کے فقہی سیمینار میں آپ کی مدلل علمی اور تحقیق گفتگو علما اور طلبہ خوب غور سے سنتے، اور ان کا علمی رنگ ملاحظہ کرتے، علما کے درمیان آپ کا ایک مقام تھا۔ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کے اندر افہام و تفہیم کا ملکہ بہت اعلیٰ تھا۔ طالب علم آپ سے مطمئن رہتے۔

(٦) مولانا توفیق الحسن برکاتی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

دنیا ایک مشفق استاذ، ایک باکمال عالم دین اور ایک دیدہ ور محقق سے محروم ہوگئی۔ فقہی تحقیق ان کا خاص میدان تھا زبان وقلم کے دھنی تھے۔ فقہی سیمیناروں میں بحث کرتے تو نگاہیں انہیں دیکھا کرتیں۔ کان انہیں سن کرتے۔ مذاکروں میں شرکت فرماتے تو مرکز توجہ رہتے اور دل موہ لیتے تھے۔

(٧) مفتی محمد وسیم اصغر خان اشرفی جالوی: ناظم اعلیٰ دار العلوم اشرفیہ قطبیہ خادم قادری سمنانی دار الافتا۔

فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ جو تن تنہا ہمہ جہت شخصیت کے حامل وسیع القلب اور عمیق و وسیع نظر کے مالک، درس وتدریس، وعظ ونصیحت، افتا وارشاد، علم وادب، اکابر کی حد درجہ تعظیم وتکریم اصاغر نوازی، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، بلکہ ہر شعبہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیا کرتے تھے۔ اور عاشقان رسول واولاد رسول کے لیے ''رحماء بینھم'' اور کفار و بددین کے لیے ''اشداء علی الکفار'' کی علمی تفسیر تھے اور مفتی صاحب علیہ رحمہ کی ذات گرامی منارہ علم اور مرجع عام وخاص تھی۔

مفتی صاحب ایک جید عالم دین تھے۔

احسن الفقہاء مفتی حسن رضا نوری، صدر مفتی مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ

فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی ایک جید عالم دین، بہترین مفتی، اچھے قلم کار، ماہر مدرس اور اخلاق کے اعلیٰ منازل پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے خدمات کو قبول کرے۔ آمین ثم آمین

کیا خبر تھی یہ اچانک ایک حادثہ ہو جائے گا

اہل سنت شرعی کونسل کشمیر

کیا خبر تھی یہ اچانک ایک حادثہ ہو جائے گا
اس زمین کی گود میں ایک آسمان سو جائے گا

عالم اسلام کے ایک عبقری شخصیت، عظیم مفکر، محقق عصر، ماہر علم وفن استاذ زمن حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی رحمۃ اللہ جن کی فکر و تحقیق کو اہل علم بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

باب دوم

حیات وخدمات

ہائے موت! تجھے موت ہی آئی ہوتی

مولانا محمد عبد المجید محامد رضوی مصباحی رضوی براہی، سرسنڈ، سیتامڑھی، بہار

ادیب شہیر، محقق بے نظیر، فقیہ منفرد المثال حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی اشرفی غفرلہ اللہ تعالی الباری (ولادت ۲۷/اکتوبر ۱۹۷۱ء۔ وصال ۱۰/جنوری ۲۰۲۲ء شب دوشنبہ مبارکہ)۔ اللہ پاک غریق رحمت فرما کر کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، تمام خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور نعمائے باغِ فردوس وشمیم ہائے خلد بریں سے صبح قیامت تک شاد کام کرے۔ آمین۔ آپ رحمہ اللہ کا سلسلۂ تلمذ فقط دو واسطوں سے (امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین پورنوی قدس اللہ سرہ شاگرد رشید ملک العلما، فاضل بہار حضرت علامہ شاہ مفتی سید ظفر الدین رضوی، صاحب "صحیح البہاری" قدس اللہ تعالی سرہ السامی۔ یا۔ پھر، والد ماجد عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ شہاب الدین اشرفی تلمیذ ملک العلما) سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی، علیہ رحمہ اللہ الباری سے جا ملتا ہے۔

آپ ایک متبحر ومتدین عالم دین، کہنہ مشق ادیب، عمدہ خطیب، بالغ نظر مفتی اور فقہی جزئیات پر گہری نظر رکھنے والے ماہر اور بے مثال فقیہ، عالم ربانی، میدان تدریس کے بے تاج

بادشاہ، بے شمار مضامین و مقالہ جات اور مختلف عناوین پر مشتمل کئی ایک اہم کتابوں کے مصنف، شگفتہ طرز تحریر اور رواں دواں قلم کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ ہزاروں علما و مفتیان کرام کے مربی استاذ تھے۔ درس نظامی پر کامل عبور حاصل تھا، یوں تو آپ تمام علوم و فنون پر یکساں قدرت و مہارت اور ید طولی رکھتے تھے لیکن سب سے زیادہ لگاؤ، دل چسپی، شغف یا یوں کہیے کہ فطری میلان آپ کا فقہ کی طرف تھا، مشیت ایزدی کی طرف سے فقہی مواد آپ کی سرشت میں اس قدر داخل کر دیا گیا تھا کہ آپ کے رگ و ریشے میں فقہی باتیں رچی بسی اور سمائی ہوئی تھیں، یہی وجہ ہے کہ پوری علمی دنیا میں اپنی نوخیزی و نوعمری میں ہی ایک کامل فقیہ اور مستند مفتی کی حیثیت سے مشہور و معروف ہو گئے تھے، اور تب سے لے کر اب تک جب بھی جہاں کہیں بھی آپ کا ذکر جمیل چھڑ جاتا، علمی دنیا عقیدت و احترام سے آپ کے بلند پایہ علمی و فقہی مقام کے آگے نیاز مندانہ سر تسلیم خم کر دیتی تھی۔

آپ اخلاق حسنہ کے دھنی، صاحب تقوی و طہارت اور ایسے پیکر شفقت و محبت تھے کہ آپ سے ملنے والا خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، اصاغر نواز ایسے کہ آپ کی اس صفت عالی میں دور دور تک آپ کا کوئی سہیم و شریک نہیں تھا بلکہ آپ کی اس صفت حسنہ کے آگے بڑے بڑے صاحبان جبہ و دستار کوتاہ قد اور بونے نظر آتے تھے، طالبان علوم نبویہ پر مہربان و مشفق ایسے کہ کسی علاقے، صوبے یا دیار سے تعلق رکھنے والا طالب علم ہوتا اگر وہ محنتی ہوتا تو آپ اس کا سچا ساتھی، بہترین خیر خواہ اور مخلص دوست بن جاتے اور مستقبل کی طرف اس کی عمدہ رہنمائی فرماتے، وقت ضائع کرنے والوں سے نالاں رہتے، خفگی کا اظہار فرماتے اور من جملہ ارشاد فرماتے: ”مدرسوں میں اکثریت انہیں طلبا کی ہوتی ہے جو اپنے مقصد سے غافل اور وقت گزاری کرنے والے ہوتے ہیں، وہ مدرسوں اور جامعات میں داخل ہو جانے ہی کو اپنی سب سے بڑی کامیابی تصور کرنے لگتے ہیں۔ جس طالب علم کی خوش خطی اچھی ہوتی، اسے اکثر اپنے قریب رکھتے، فتاوی نقل کرواتے، خطوط کے زمانے میں خطوط لکھواتے، درسی اوقات کے

علاوہ خارجی اوقات میں اس سے لکھنے اور پڑھنے کا کام لیتے اور اس کی ایسی تربیت فرماتے کہ آگے چل کر اسے ایک اچھے قلم کار کی صف میں شامل ہونے کے لائق بنا دیتے۔ میری اس بات کی تائید ہر وہ طالب علم کرے گا جس نے آپ کی صحبت پائی ہوگی اور فیض یاب ہوا ہوگا، خود مجھ حقیر فقیر سراپا تقصیر کو قلم پکڑنے کا شعور آپ کی بارگاہ سے ملا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

قلمی معرکہ آرائی میں اپنا ثانی اور نظیر نہیں رکھتے تھے، اولاً تو آپ کسی کو چھیڑتے نہیں تھے اور اگر کوئی آپ کو چھیڑ دیتا تو اسے چھوڑتے بھی نہیں تھے، بلکہ جب تک اسے اس کے گھر تک پہنچا نہیں دیتے دم نہیں لیتے تھے۔ یا یوں کہیے کہ اسے چاروں شانے جب تک چت نہیں فرما دیتے چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ آیئے! ایک نمونہ جو راقم آثم کے ماتھے کی آنکھوں کا مشاہدہ ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائے۔ جس زمانے میں حضرت مولانا فیاض عالم مصباحی صاحب جو غالباً آپ کے بہنوئی ہیں، ضلع بستی، یوپی کے کسی دار العلوم میں تدریسی فرائض انجام دے رہے تھے اسی زمانے میں اسی علاقے کے آس پاس میں کسی ''صوفی حبیب اللہ صاحب'' کی شان میں کسی نے ایک کلام پڑھ دیا جس کے مطلع کا پہلا مصرع یوں ہے۔ ع، حبیب کبریا صوفی حبیب اللہ صاحب ہیں۔

جب اہل علم نے سنا، تشویش میں مبتلا ہوئے، مفتیان کرام کی بارگاہوں میں استفتا ہوا، ایک استفتا مع ایک جواب (مفتی کا نام و پتہ صیغہ راز میں رکھا جا رہا ہے) آپ کی بارگاہ میں مولانا فیاض صاحب نے بھیجا، جواب میں صوفی حبیب اللہ کو حبیب کبریا کہنا جائز قرار دیا گیا تھا۔ آپ نے سوال و جواب ملاحظہ فرما لینے کے بعد استفتا کے کاغذ پر مختصر سا جواب اپنے قلم حقیقت رقم سے کچھ یوں تحریر فرمایا: **الجواب:** ''حبیب کبریا'' کا لفظ سن کر سامع کا ذہنی تبادر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہوتا ہے لہٰذا یہ لفظ کسی غیر کے لیے بولنا مناسب نہیں'' اپنے دستخط اور مہر سے مزین فرما کر بذریعے ڈاک واپس مولانا موصوف کے پاس روانہ کر دیا، آپ کا یہ دو سطری جواب جب مجیب صاحب کے پاس پہنچا، اپنے خلاف جواب دیکھ کر چراغ پا ہو کر آپے

سے باہر ہو گئے اور انھوں نے آپ کے خلاف کئی صفحات پر مشتمل جواب الجواب لکھ کر روانہ کیا، جس میں کام کی باتیں کچھ نہیں، بس یاوہ گوئی زیادہ تھی۔ خاص طور سے آپ کے نام ''آل مصطفےٰ'' پر حملہ کیا گیا تھا اور آپ پر بقلم خود مفتی لکھنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ جب یہ جواب الجواب آپ تک پہنچا، سرسری نظر فرما کر بہت ہنسے، پھر ارشاد فرمایا:

''دیکھیے! غلطی تو کسی سے بھی ہو سکتی ہے، اس میں برافروختہ ہونے کی کوئی بات نہیں تھی اور اگر وہ صاحب ہمارے جواب سے مطمئن نہیں تھے تو علمی دلائل کے ذریعے مجھے قائل کرنے کی کوشش کرتے اور علمی استدلال سے میرے جواب کا رد کرتے لیکن ایسا کرنے کے بجائے انھوں نے میری ذات پر اوچھے حملے کیے ہیں اور علمی شگافیوں کے بجائے بہکی بہکی باتیں کی ہیں، لہٰذا! مجھے اس کا جواب دلائل و براہین کی روشنی میں لکھنا ہی پڑے گا ورنہ کل کو وہ سمجھ بیٹھے گا کہ میں نے یاوہ گوئی کر کے بہت بڑا تیر مار لیا اور میدان فتح کر لیا۔ پھر کاغذ قلم لے کر آپ نے اس جواب الجواب کا ایسا محققانہ جواب لکھا کہ جب سامنے والے کے پاس آپ کا وہ جواب پہنچا تو جانے وہ کس بل میں جا گھسے کہ دوبارہ نظر نہیں آئے۔

آپ کے اس محققانہ جواب سے کچھ باتیں حاشیۂ ذہن میں اب بھی محفوظ ہیں، قارئین کی دل چسپی اور معلومات میں اضافے کے ارادے سے زیب قرطاس کیے دیتا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

آپ کے نام ''آل مصطفےٰ'' پر اعتراض کرتے ہوئے مفتی نے لکھا تھا:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل کو آل مصطفےٰ کہا جاتا ہے تو کیا آں جناب حضور کی اولاد سے ہیں؟۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو پھر کس منھ سے اپنے آپ کو آل مصطفےٰ کہلاتے ہیں''۔

الزامی جواب آپ کا کچھ اس طرح سے تھا:

جناب من! یہی اعتراض سرکار مفتیٔ اعظم ہند علامہ شاہ مصطفےٰ رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات پر کیجیے، حضور مفتیٔ اعظم ہند کے پیر و مرشد حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری

میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آپ کو ’’آل رحمن‘‘ کے لقب سے ملقب فرمایا تھا۔آپ کی منطق کے حساب سے آل رحمن کا معنی رحمن یعنی ’’اللہ کی اولاد‘‘ ہوا۔معاذ اللہ! جب کہ رب فرماتا ہے’’لم یلد‘‘اس کی کوئی اولاد نہیں دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے’’قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین‘‘۔

حبیب! آپ فرمادیجیے اگر رحمن کی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے (اس کے لیے) سجدہ کرنے والوں میں ہوتا۔اللہ پاک اپنی ذات سے اولاد کی نفی فرماتا ہےاور آپ کے بقول حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پیر و مرشد نے خدا کے لیےاولاد کا اثبات فرمادیا۔ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔ہے ہمت تو یہاں بھی اپنی منطق چلا کر دکھایئے چشم زدن میں آپ کو اپنی حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔

اور پھر تحقیقی جواب رقم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: محترم! لغت میں آل کے کئی معنی ہیں ان میں ایک معنی ’’متبعین و پیروکار‘‘ بھی ہےاور دونوں جگہ یہی معنی مراد ہے۔واللہ تعالی اعلم۔

بقلم خود مفتی کے جواب میں رقم فرمایا:

آپ قیامت تک نہیں ثابت کر سکتے کہ میں نے کہیں کبھی خود کو اپنے قلم سے ’’مفتی‘‘ لکھا ہوں۔نشان منزل مقصود ہے تری تحریر۔

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو۔یوپی۔میں میرا زمانۂ طالب علمی ۱۹۹۶ء اور ۱۹۹۷ء اولی، ثانیہ دو سال کا رہا، اس درمیان اساتذہ جامعہ سے خوب خوب استفادہ کا موقع نصیب ہوا سارے ہی اساتذہ نے اپنی بھرپور شفقتوں اور محبتوں سے نوازا بالخصوص حضور مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کی عنایتیں اور نوازشیں کچھ زیادہ ہی مجھ پر رہیں، مجھے آپ کی بافیض صحبت کی برکت سے وہ کچھ ملا جس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا بلکہ میں بلا مبالغہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں اور میرے نزدیک ان دو سالوں کی قدر و قیمت وہی ہے جو ہمارے امام، امام الائمہ، کاشف الغمہ، سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے

نزدیک ان کی زندگی کے ان دو سالوں کی قدر و قیمت تھی جو دو سال حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کی صحبت بابرکت میں گزرے تھے، جس کے تعلق سے ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا تھا:

لو لا السنتان لھلک النعمان۔ اگر نعمان بن ثابت کی زندگی میں یہ دو سال نہ ہوتے تو ابو حنیفہ ہلاک ہو جاتا۔ میں بھی اپنے امام کی پیروی میں وہی کہتا ہوں کہ اگر میری زندگی میں جامعہ امجدیہ کے یہ دو سال نہیں ہوتے تو میں تباہ و برباد ہو جاتا اور یہ عاجز کسی لائق نہیں رہتا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ کلھم وجزاہ خاصۃ خیر الجزاو احسن الجزا فی الدین والدنیا والآخرۃ۔ اللھم آمین۔

حضور مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ، اپنی حیات مستعار کی فقط ۵۱ رہی بہاریں دیکھ پائے تھے کہ پیام اجل آ پہنچا، حالانکہ ابھی انھیں دین وسنیت کا بہت کام کرنا تھا، اس کے باوجود وہ اتنی جلدی ہم سے روٹھ کر کیوں راہیٔ ملک عدم ہو گئے؟۔

میرے نزدیک اس سوال کا جواب یہ ہے کہ کما حقہ آپ کی قدر نہیں کی گئی۔ اور قدرت کا یہ نظام ہے کہ جب قابل قدر شئی کی قدر نہیں ہوتی اور اس کی طرف سے بہت زیادہ بے اعتنائی برتی جانے لگتی ہے تو وہ چیز اہل دنیا سے چھین لی جاتی ہے۔

اخیر میں آپ ہی کے درد بھرے کلمات پیش کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ ارشاد فرماتے ہیں: ہماری جماعت میں بہت سے قابل و باصلاحیت علما جن سے دین مبین کا بڑا کام ہو سکتا تھا یا ہو سکتا ہے، لیکن وہ اپنی زندگی میں مار دیے جاتے ہیں، گم نام کر دیے جاتے ہیں، ان کی خاطر خواہ حوصلہ افزائی نہیں ہوتی ہے، ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ہے، اس لیے دین وملت کے حوالے سے ان کی خدمات منظر عام پر نہیں آپاتی ہیں اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو پھر کچھ دیر یا کچھ دن ان کی قابلیت وصلاحیت اور ان کے علم وفن کا نقارہ بجایا جاتا ہے کہ وہ ایسے تھے، ان کے اندر یہ خوبی تھی، یہ ہنر تھا، یہ فن تھا وغیرہ وغیرہ، ہماری جماعت میں کہیں نہ کہیں

یہ مرض ہے جس کا علاج نہیں کیا گیا تو آگے چل کر یہ بیماری ہماری جماعت کے جواہر پاروں کو یوں ہی نگلتی چلی جائے گی''۔

اللہ پاک اس امت مسلمہ کے حال زار پر رحم فرمائے اور وقت رہتے ہوئے نعمتوں اور جواہر پاروں کی کما حقہ قدر کرنے کی توفیق خیر مرحمت فرمائے تاکہ دین وسنیت کا بھلا ہو۔ اور خدا کرے، کسی طرح پُر یہ خلا ہو۔ آمین ثم آمین بجاہ اشرف الاولین والآخرین سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

زندگی اب اداس لگتی ہے

قاضی شریعت ڈاکٹر امجد رضا امجد ادارۂ شرعیہ پٹنہ بہار

افسوس علم وفن کا ایک تابندہ ستارہ غروب ہوگیا بزم علم وعرفان سونی ہوگئی مسند تدریس کی زینت ماضی کی داستان بن گئی۔ حضرت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی واقعی ایسی ہی خوبیوں کے مالک تھے فقہی سمیناروں سے لے کر مذہبی اجلاس تک اپنی صلاحیتوں کی گہری چھاپ چھوڑنے والا آج دنیا چھوڑ گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مفتی آل مصطفیٰ صاحب علم واخلاق دونوں کے دھنی تھے، تدریسی صلاحیت اکابر کی یاد دلاتی تھی طلبہ کسی بھی مسئلہ میں ان سے رجوع کر کے مطمئن ہوجاتے تھے، خود مجھے بہت سارے مسائل میں ان سے تبادلۂ خیال کا موقع ملا بہت صائب الرائے پایا۔ ان کی صلاحیت ان کی تحریروں سے نمایاں ہے۔ خاص کر جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو ان کی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار ہوتا، اختلاف رائے کے باوجود اپنے مخالف کی عزت نفس اور اس کے مرتبہ کا خاص خیال رکھتے۔ اختلاف اور نزاع کا یہی فرق ہے جس سے انسان کے طبعی رجحان کا پتہ چلتا ہے۔ وہ ہر غم خوشی ہی نہیں خوشی سے جھیل لیتے تھے اور جھیلتے رہتے۔

دو سال قبل ہمدرد یونیورسیٹی کے ایک سمینار میں ہم دونوں مدعو تھے جامع اشرف کچھوچھہ شریف کے حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی بھی تھے۔ ایک سیشن کی صدارت مفتی آل مصطفیٰ اشرفی نے بھی کی۔ سیشن کے آخر میں انہیں خطبہ صدارت کے لئے مدعو کیا گیا انھوں نے نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اپنا خطبہ پیش کیا، جسے تمام مندوبین نے پسند ہی نہیں کیا بلکہ

یہ اظہار کئے بنا نہ رہ سکے کہ مدرسہ کی چہار دیوری میں بھی ایسی علمی شخصیت رہتی ہے۔

رضویات کے حوالہ سے ان کی قلمی کاوشیں رضویات کا بیش بہا سرمایہ ہیں، ان کے تحقیقی مقالات سے بہت سارے مجمل گوشوں کی ایسی توضیح ہوتی ہے جس سے قاری کو شرح صدر ہوجاتا ہے اس حوالہ سے ''کنز الایمان'' پر ان کا لکھا ہوا مقالہ جو ''رضا بک ریویو'' کے کنز الایمان نمبر'' میں بھی شائع ہے، مطالعہ کے لئے بہت کافی ہے۔

گزشتہ سال مرکزی ادارہ شرعیہ بہار کے سالانہ اجلاس اور تربیت افتا کے علما کے امتحان کے لئے ذمہ داران ادارہ نے انہیں پٹنہ طلب کیا وہ تشریف لائے، خوب ملاقاتیں رہیں، مستقبل کے اہداف طے ہوئے، ادارہ شرعیہ کے علمی شعبوں کو مزید مستحکم کیسے کیا جائے، اس پہ گفتگو ہوئی، مگر کیا خبر تھی کہ دلوں سے دلوں کا تعلق جوڑنے والا راہی ملک عدم ہوجائے گا۔ مستقبل کے عزائم جب یاد آتے ہیں دل ٹوٹ جاتا ہے اور زندگی اداس ہوجاتی ہے کہ اب جذبہ اخلاص کے ساتھ کام کرنے والے افراد کہاں ملتے ہیں۔ ان کی رحلت یقینا جماعت اہل سنت کا خسارا ہے۔ جماعت کا ہر ذمہ داران کی رحلت سے دکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

میرے مشفق و مہربان فقیہ اہلسنت بہت کچھ تھے

از قلم : مولانا رہبر رضا مصباحی سمنانی جامعی

تعمیر برج فقہات تم تھے مفتی آل مصطفی
وارث علم شریعت تم تھے مفتی آل مصطفی

ہندوستان پاک کی ایک عبقری شخصیت تھے۔فقیہ عصر اور محقق دہر تھے۔زینت الفقہاء اور شمس المحققین تھے۔بہت بڑے قلمکار اور زبردست مضمون نگار تھے۔میدان تحقیق کے میر کارواں تھے۔سلسلہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے فرد فرید تھے۔صوفی زماں سرکار کلاں حضرت علامہ مفتی سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے مرید اور رئیس المحققین جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ سید مدنی میاں اشرفی جیلانی مدظلہ العالی والنورانی کے خلیفہ خاص تھے۔ہم سب کے دلوں کے چین تھے۔بزرگوں کے وراثتوں کے امین تھے۔جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے ممتاز فاضل تھے۔جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی کے ایسے باصلاحیت استاذ اور زبردست مفتی تھے کہ جامعہ کے طبقۂ اساتذہ میں شان امتیازی کے حامل تھے۔استاذ عظیم تھے۔فقیہ عصر اور محقق دہر تھے۔محقق مسائل حاضرہ ونادرہ تھے۔متبحر عالم دین اور دینی درسگاہ کے امین تھے۔استاذ عظیم تھے۔فقہی جزئیات پر گہری نظر رکھنے والے اور الجھے ہوئے مسائل کے پیچ وخم کو سلجھانے والے بھارت کے نامور فقیہ تھے۔کم گو اور نہایت سنجیدہ ومتین عالم دین تھے۔علم وفن کے تابندہ ستارہ تھے۔جماعت اہل سنت کے نامور عالم ومفتی اور علمی دنیا میں عظیم

شخصیت کے مالک تھے۔ مذہب وملت کے سرمایہ تھے۔ عظیم مصنف وعمدہ مدرس تھے۔ مرجع العلما والفضلا اور مصدر علوم وفنون تھے۔ منبع تحقیق وتفتیش تھے۔ زینت مسند فقہ وافتاء تھے۔ روح سیمینار اور آسمان درس وتدریس کے خورشید تھے۔ بے مثال ادیب ولاجواب خطیب تھے۔ فلک فقہ وفتاء کے نیر تاباں اور سمانچل کے قابل فخر بیٹا تھے۔ صاحب کمال تھے۔ مفکر المزاج تھے۔ مثبت فکر کے حامل تھے۔ انداز تدریس اور مسائل مشکلہ کی تفہیم میں بے نظیر ولاجواب تھے۔ عصر حاضر کے ممتاز فقیہ اور ہزاروں علماء کے استاذ تھے۔ درجنوں کتابوں کے مصنیف تھے۔ مسلک اہل سنت کے عظیم سپہ سالار تھے۔ اور پرتو اسلاف تھے۔ قوت بازوئے ملت تھے۔ امیر اہل سنت تھے۔ جامعہ امجدیہ کے شان وشوکت تھے۔ قوم وملت کی ضرورت تھے۔ ناز بردار شریعت تھے۔ درسگاہ علم وحکمت تھے۔ سینکڑوں گلستان امجدی کے مشفق اور مہربان استاذ تھے۔ غموں میں غضب کی مسکراہت کے مالک تھے۔ کشتئ اہل سنت کے مضبوط کھیون ہار تھے۔ بہت ذہین وفطین تھے۔ دور طالب علمی ہی سے محنت وسعی پیہم کے خوگر تھے۔ بقیۃ السلف عمدۃ الخلف تھے۔ ماہر نقد ونظر تھے۔ علم وہنر کا بہتا سمندر تھے۔ باغ وفا کا خوشنما منظر تھے۔ اہل سنت کا چمکتا ہیرا دمکتا سورج اور مہکتا پھول تھے۔ ماہر فقہ واصول تھے۔ جامع معقولات ومنقولات ماہر علوم شریعت وطریقت سید المحققین مجمع البحرین پیر طریقت رہبر راہ شریعت حضرت علامہ مفتی عبید الرحمن صاحب قبلہ رشیدی دام ظلہ العالی صاحب سجادہ خانقاہ رشدیہ جونپور شیریف (یوپی) ودرگاہ شریف چمنی بازار پورنیہ (بہار) کے محبوب نظر اور بہت چہیتے تھے۔ حضور مفتی آل مصطفی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان علم کی خاطر حضور مجمع البحرین مدظلہ العالی النورانی کی بارگاہ اقدس میں برابر حاضر ہوتے اور حضور مجمع البحرین سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ فقیر نے حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو بہت قریب سے دیکھا ہے کیونکہ

فقیر کے حضرت مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سے بہت گہرے روابط وتعلقات تھے۔اور بفضل تعالیٰ اس وقت حضور مجمع البحرین سے میرے بہت اچھے تعلقات ہیں یہ حضرت مفتی آل مصطفی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ہی کی مہربانی ہے اور آپ ہی کی کرم نوازی ہے کہ بندۂ حقیر کو زیادتیٔ علم و اکتساب فیض کی خاطر حضور مجمع البحرین کی مقدس بارگاہ میں برابر حاضری دینے کا موقع ملتا ہے۔ جب میں گھوسی میں درس وتدریس کا کام انجام دے رہا تھا اس وقت حضرت مفتی صاحب سے میری برابر ملاقات ہوتی تھی۔حضور مفتی صاحب قبلہ حضور مجمع البحرین کی علمی لیاقت، تحقیقی صلاحیت، دقت نظری وباریک بینی کی زبردست انداز میں مدح سرائی کرتے ہوئے مجھ کو حضور مجمع البحرین سے ملاقات کرنے کی ترغیب دلاتے ایک دن ملاقات کرانے کے لئے مجھ کو اپنے ساتھ گھوسی سے بنارس لے گئے بنارس پہنچکر جب میں حضور مجمع البحرین کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو بالکل ویسا ہی پایا جیسا مفتی آل مصطفی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے مجھ سے فرمایا تھا۔

❁❁❁❁❁❁

فقیہ اہل سنت اور مدارس کی سرپرستی

مولانا محمد نوشاد عالم حنفی: خادم الجامعۃ الاشرفیہ اظہار العلوم حوراجحر اسوناپور اعظم نگر
بارسوئی ضلع کٹیہار بہار

''فقیہ اہل سنت تاثرات کے آئینے میں'' جو آپ کے زیب نظر ہے۔ اس میں فقیہ اہل سنت کے دیگر کارناموں کے ساتھ ساتھ ایک بڑا اور اہم کارنامہ یہ بھی ہے کہ وہ دینی مدارس کی سرپرستی کی ذمہ داری بہ حیثیت ناظم تعلیمات بے لوث انجام دیتے رہتے۔ میری معلومات میں خصوصی طور پر الجامعۃ الاشرفیہ اظہار العلوم حوراجحر اسوناپور۔ پورلہ، بارسوئی کٹیہار کو اپنے نہاں خانہ دل میں خاص جگہ رکھتے۔ اخیر وقت تک اسے فراموش نہیں کئے۔ ناچیز جب سے ادارہ ہذا کی نظامت کی خدمت کا کام انجام دینا شروع کیا۔ آپکی ذات سے ہمیشہ رہنمائی ملتی رہتی۔ فون پر ہمیشہ مدرسہ کا حال سنتے رہتے۔

خانوادۂ اشرفیہ بالخصوص قائد ملت حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمود اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشیں کچھوچھہ شریف کی سرپرستی میں جامعہ ہذا کے سالانہ جشن دستار کی صدارت ہمیشہ رہی۔ بھلا کیوں نہ ہو فقیہ اہل سنت کے والد گرامی عالی وقار استاذ الاساتذہ حضرت علامہ الحاج محمد شہاب الدین اشرفی علیہ الرحمہ تقریبا ۱۹۷۵ء سے اپنی زندگی کے آخری ایام تک جامعہ ہذا کے تدریسی صدارت اور اسکے نشو ونما کے سوچ وفکر کی اہم ذمہ داری انجام دیتے رہے۔ پھر

سوئے اتفاق فقیہ اہل سنت کا مادر علمی بھی رہا۔

المختصر یہ کہ انہیں بے مثال خدمات کی وجہ سے دینی مدارس کے ذمہ داران آپکے پر خلوص محبت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے ۔آخیر میں نم آنکھوں کے ساتھ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ انکے خدمات کو قبول فرمائے اور انکے فیوض و برکات سے ہم سب مستفیض رہیں۔ساتھ انکے لحد پر رحمت و نور کے پھول برسائے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔

فقیہ اہل سنت کا وصال علمی دنیا کا عظیم خسارہ

مولانا آل مصطفی مرکزی مظفر پوری

مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم مدرسہ چوک سرور گنج سمستی پور بہار کے پرنسپل تلمیذ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد آل مصطفی رضوی مرکزی مظفر پوری معاون مدیر سہ ماہی مسلک اعلیٰ حضرت مظفر پور نے فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ کی عبقری شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مولانا مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ کے وصال سے علمی دنیا میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا جس کا پر ہونا ماضی قریب میں نظر نہیں آتا۔ احسان وسلوک حزم و اتقا اور شریعت پر التزام کی حیثیت آپ کی شخصیت پورے عالم اسلام میں اعتبار کے نظروں سے دیکھی جاتی تھی وہیں علم و فضل زبان وادب فکرو آگہی کے حوالے سے بھی آپ کی زندگی ممتاز اور مفتخر نظر آتی، درس وتدریس پر مہارت تامہ کے ساتھ خیال کی رعنائی وقلم کا طنطنہ اور تحریری صلاحیت بھی خوب تھی۔ آپ کی تصانیف آج بھی آپ کی فکری عظمتوں کی آئینہ دار ہیں، ''سوانح صدر الشریعہ''، ''بیمہ زنگی کی شرعی حیثیت''، ''کنز الایمان پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ''، ''منصب رسالت کا ادب واحترام''، ''حاشیہ فتاویٰ امجدیہ جلد سوم و چہارم''، ''حاشیہ توضیح وتلویح عربی مجلس برکات بیروت''، ''نقش دائمی اوقات الصلوۃ برائے گھوسی''، ''بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت کے اصول''، ''اسباب ستہ اور عموم بلویٰ کی توضیح وتنقید''، ''روداد مناظرہ بنگال وغیرہ ہیں۔ آپ کی علمی وتحقیقی مضامین مختلف جرائد و ماہنامہ میں شائع ہو چکے ہیں علم توقیت پر خاص درک

رکھتے تھے۔اس تعلق سے بڑے بڑے علماء آپ کی طرف رجوع کرتے اور استفادہ حاصل کرتے۔

وہ کیا گئے جان گلستا چلی گئی:۔

خلیفہ حضور تاج الشریعہ قمر اہل سنت حضرت مولانا قمر الزماں مصباحی مظفر پوری ایڈیٹر سہ ماہی مسلک اعلیٰ حضرت مظفر پور نے کہا جس کے علم وفضل جودت طبع، فقہی بلندی، قوت استحضار، قلمی بصیرت، تدریسی صلاحیت، اور دینی و مذہبی خدمات پر پورے برصغیر کو ناز تھا وہ قابل قدر شخصیت فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد آل مصطفی مصباحی مؤقر استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی یوپی کی تھی، بلاشبہ آپ کی ذات مبارکہ مسند عرفان وآگہی کی زینت وبرکت اور علوم ومعارف کا ایک بحر بیکراں تھی، آپ کے وصال پر ملال سے پوری سنیت نڈھال اور بے قرار ہے۔

۱۰ ارجنوری ۲۰۲۲ء کا سورج ہم سب کے لئے بہت بڑا حادثہ لے کے طلوع ہوا ابھی کنز الدقائق حضرت علامہ مفتی منظر حسن قدیری کے جانے کا غم بالکل تازہ تازہ تھا کہ ایک دوہری قیامت ٹوٹ پڑی اور پوری جماعت غم واندوہ کی تاریک راتوں میں ڈوب گئی علماء ومشائخ کی نگاہوں کی چین، اہل بیت کے دلوں کا قرار ہمیشہ ہمیش کے لئے چھن گیا، کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے۔آپ جماعت اہل سنت کے عالم بے بدل فقیہ اجل نامور محقق اچھے تنقید نگار، شاداب قلم مصنف اور نازش درس وتدریس تھے، جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں سالوں کی پاکیزہ رفاقت رہی خامسہ تا دورحدیث ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۰ء ہم پیالہ وہم نوالہ رہے۔مفتی انور نظامی مصباحی قاضی شریعت جھارکھنڈ، مفتی رحمت علی مصباحی بانی جامعہ عبداللہ بن مسعود، مولانا منظور احمد رفاقتی بحرین، اور فقیر رضوی محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری کے جو آپسی تعلقات اور محبتیں تھی وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے اور الحمدللہ وہ رشتہ اتحاد آج بھی سلامت ہے یہ لکھتے ہوئے کلیجہ منھ کو آتا ہے کہ ایک اچھا ذی علم، ذی وقار، ذی استعداد، اور صالح دوست ہم سے بچھڑ گیا جو

صرف ہم لوگوں کے لئے قابل فخر نہیں بلکہ پوری قوم کی امانت اور جو پوری جماعت کے لئے قابل صدر شک تھا اور اپنے اکابر و اصاغیر ہر حلقے میں یکسا مقبول و محمود تھا جس کی ٹھوس علمی صلاحیتوں کا اعتراف ہم رفقاء درس کو تو تھا ہی مگر انہیں بھی تھا جو ان کے اساتذہ کی صف میں شامل ہے ثبوت کے لئے فقیہ النفس حضرت علامہ مطیع الرحمن مضطر پرنوی کا انٹرویو سماعت کریں:۔

سوال: فقیہ اہل سنت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی صاحب جو ہمارے بیچ نہیں رہے ان کی وجہ سے علوم اسلامیہ میں کیا فرق پڑ سکتا ہے؟

جواب: ''آج سے دراز کی بات ہے جب کے سیمانچل کے سب سے بڑے عالم دین'' حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب باحیات تھے، ان کے آخری دور میں جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میں دست بوس ہوا اس کے بعد انہوں نے اپنی مسند کی طرح اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہاں تشریف رکھئے میں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضرت وہ آپ کی جگہ ہے میری جگہ تو آپ کے قدموں میں ہے انہوں نے دوبارہ فرمایا نہیں یہاں بیٹھئے اب ان کا حکم تھا میں آیا اور بیٹھنے کے قریب ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہا حضرت حکم کی تعمیل ہوگئی اب آپ اپنے مسند پر تشریف فرماں ہوں، اور مجھے یہاں بیٹھنے کی اجازت دیں انہوں نے ایک لمبی آہ بھری اور فرمایا اب اس فقیر کو مرنے کا غم نہیں رہا میرے بعد میری جگہ لینے والے لوگ موجود ہیں، آج میں جس حال میں پیرانا سالی اور منہ انداز کے ساتھ گزر رہا ہوں میرے لیے بھی یہ مسئلہ تھا کہ میں کس کو چھوڑ کے جاؤں۔

قربانی کے موقع پر مولانا مفتی آل مصطفیٰ صاحب غریب خانے پر تشریف لائے ان سے بڑی دیر تک علمی باتیں ہوتی رہیں اور قیام بھی یہیں پر فرمائی رات۔ پھر دوسرے دن روانہ ہو گئے مولانا مفتی آل مصطفیٰ صاحب کو دیکھ کر مجھے اطمینان تھا کہ میرے بعد میری جگہ لینے والے لوگ موجود ہیں آج وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے اب میرے بعد میری جگہ لینے والا کوئی نہیں میں اب کسے چھوڑ کر جاؤں گا۔ حضرت مولانا مفتی آل مصطفی صاحب کیا ابیدائی تعلیم سے لے کر انتہا

تک تقریبا میرے پاس ہوئی اور پھر وہ مبارک پور گئے اور وہاں سے فارغ ہوئے وہیں سے مفتی کا کورس کیا اور مجھ سے برابر رابطہ رکھے رہا۔ میرے جتنے شاگرد آج ہیں ان تمام میں خاص کر علم فقہ میں کوئی اس کا مد مقابل نہیں تھا ان کے جانے سے یہ علم فقہ کا جو سرمایہ ہے وہ اہل سنت سے گم ہو گیا مولانا آل مصطفیٰ صاحب صرف سیمانچل کے نہیں پورے بہار میں میرے قائم مقام تھے ۔وہ چلے گئے اور میں تنہا رہ گیا اب اس بڑھاپے کے عالم میں جب کے میرا عالم یہ ہے کہ ایک پاؤں قبر میں ہے اور ایک باہر جتنا صدمہ مجھے ہوا صرف اس لیے نہیں کہ وہ میرے شاگرد تھے بلکہ اس لیے بھی کہ ان کے انتقال سے خصوصا فقہ حنفی کا وہ عظیم سرمایہ پورے بہار کے اہل سنت نے بلکہ پورے ملک کے اہل سنت نے کھو دیا۔ آج ان کے جانے کا جتنا ماتم کرے اہل سنت وہ سب کم ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ جنت میں مقام عطا فرمائے۔ آمین‘‘

میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ بہار کے اس خاک سے منصور سادانہ اٹھ گیا اور اپنے دور کا غزالی رخصت ہو گیا جس کا وجود گرامی دریا کی موجوں اور پھولوں کی خوشبو کی مانند تھا جس کے قلم میں پوری زندگی ناموس رسالت کی پہرا داری کی ، فقاہت کے نور برسائے ، رضویاتی ادب کی کرنیں بکھیریں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کی ، افکار رضا کی ترسیل میں نمایا کردار نبھایا جی ہاں ! وہی رواں دواں قلم جس نے بہت سارے فقہی سیمنار کے لئے تحقیقی اور معیاری مقالے لکھے قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں نئے درپیش مسائل کی تنقیح کی ، باطل قوتوں کے خلاف قلمی معارکہ آرائی کی ، حق آگاہی و حق شناسی کے جوہر دکھائے ، قدم قدم پر اپنے قلمی شوکتوں کے پرچم لہرائے ، اور اپنی برکت فکر وقلم سے نہ جانے کتنے تہی دستوں کو مالا مال کیا۔ آہ افسوس صد افسوس ! اب وہ قلم سوکھ گیا وہ فکر جم گئی وہ علمی و تحقیقی اضطراب تھم گیا۔ ایک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے ایک ذات مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی جہاں فقہ بھی ہے اور تفسیر بھی ہے ، حدیث بھی ہے اور اصول حدیث بھی ، تحقیق بھی ہے اور تعمیر بھی علم کا طنطنا بھی ہے اور فکر کی

رعنائی بھی، قلم کی شادابی بھی ہے اور تدریس کا وقار بھی خوش اخلاق بھی ہے اور بذلہ سنجی بھی، انکساری بھی ہے اور سادہ لباسی بھی خوب روئی بھی ہے اور سجدوں کی بہارے بھی خوف خدا بھی ہے اور عشق مصطفی بھی، تقوے کا جمال بھی ہے اور سیرت کا تقدس بھی، ایک اچھے اور سچے استاذ کا درد بھی ہے اور محبتوں کا طوفان بھی جس محفل میں چلے جائیں اسے باغ و بہار بنا دے، جہاں بیٹھ جائے علم کی انجمن سجا دے، حاسدین کے مشق ستم کے بعد بھی مسکراتے رہنا کوئی آپ سے سیکھے، نہ اپنوں سے شکوہ نہ غیروں کا محاسبہ الغرض بے ریائی اور خود اعتمادی کی دنیا کے مسافر نے جس مٹی کی گود میں آنکھیں کھولی تھیں اسی خاک کی آغوش میں ابدی نیند سو گیا۔

ایسا کہاں سے لائیں کی تجھ سا کہیں جسے:۔

آپ کے جانے سے آج ہر طرف صف ماتم بچھی ہوئی ہے مجلس فقہ وافتاء اداس ہے، فقہی سیمنا رسونا سونا اور محفل تدریس گریہ کناں ہے، یا اللہ میرے یار باوفا کو اپنے رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے غریق رحمت فرما، قبر پر رحمت کے پھول برسا اور لحد کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا۔ آمین ثم آمین

باب سوم

تلامذہ و متعلقین کے تأثرات

آہ! میرے مشفق میرے محسن فقیہ اہل سنت

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی، رائے بریلی

فقیہ اہل سنت محقق عصر ممتاز المحدثین سند المدرسین سراج السالکین حضرت علامہ مولانا مفتی آل مصطفی اشرفی مصباحی نور اللہ مرقدہ سے ناچیز کی سب سے پہلی ملاقات ۱۹۹۴ء کے اوائل میں جامعہ مخدومیہ انوار العلوم عشری حسن پورہ ضلع سیوان بہار میں ہوئی تھی، میں اس وقت اس ادارہ میں زیر تعلیم تھا اس کے صدر المدرسین آپ کے بہنوئی استاد مکرم حضرت مولانا محمد فیاض عالم مصباحی دام ظلہ العالی استاد دار العلوم محبوب یزدانی بسکھاری کچھوچھہ شریف تھے اور آپ انہیں سے ملنے اس ادارے میں تشریف لے گئے تھے، اس پہلی ملاقات میں نہ صرف آپ کی زیارت ہوئی تھی بلکہ آپ کی خدمت گزاری کا بھی شرف حاصل ہوا تھا، اس وقت میں درجہ ثالثہ کا طالب علم تھا، آپ نے شرح تہذیب، اصول الشاسی، اور قافیہ سے چند سوالات کیے جن کے تشفی بخش جوابات سے آپ اس ناچیز سے کافی متاثر ہوئے اور مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ امجدیہ گھوسی آنے کی دعوت دی۔ آپ کی خواہش پر اگلے سال جامعہ امجدیہ کے داخلۂ امتحان میں حصہ لیا اور ساتھ ہی جامعہ شمس العلوم گھوسی میں بھی، دونوں جگہیں کامیابی ملی لیکن ایک ساتھ

دو جگہوں پر ٹیسٹ میں بیٹھنے کی وجہ سے دونوں جگہ داخلہ ممنوع قرار پایا، اس وقت ضلع مئو اور اعظم گڑھ کے تقریباً تمام معیاری اداروں میں داخلہ بند ہو چکا تھا، اس لئے ایک سال کے لئے آپ ہی کے مشورے پر الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ سکٹھی مبارکپور میں داخل ہوا، اور اگلے سال سیدھا ''الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور'' میں جماعت خامسہ میں داخلہ لیا، اس طرح آپ سے شرف تلمذ تو حاصل نہ ہوسکا لیکن آپ کے خرمن علم وفضل سے اکتساب فیض کا کافی موقع ملا اور آپ کے درس وتدریس، فتاویٰ نویسی، تصنیف وتالیف جیسے اہم مشاغل میں جہد مسلسل، سعی پیہم اور غایت ذوق دیکھ کر اس ناچیز کو بھی اس مختصر سی زندگی میں آپ سے بہت کچھ سیکھنے اور کرنے کا عزم وحوصلہ ملا۔ ''جامعہ اشرفیہ مبارک پور'' میں اپنے چھ سالہ عہد طالب علمی میں تعطیلات کے ایام میں اپنے کچھ امجدی رفقا کے ساتھ مبارک پور سے گھوسی آپ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا، آپ کی بارگاہ میں زانو ادب طے کرتا، آپ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنا قیمتی وقت عنایت فرماتے، اور شفقتوں سے نوازتے، آپ طریقۂ تعلیم، وقت کی پابندی اور قلم کی اہمیت کے تعلق سے بڑی قیمتی باتیں ارشاد فرماتے اور کبھی کبھی میرا تعلیمی جائزہ بھی لیتے، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سالانہ تقریری امتحانات میں بھی کبھی کبھی میری بعض کتابوں کے آپ باضابطہ ممتحن ہوا کرتے تھے ایسے مواقع سے تو آپ اور مزید کرید کرید کر سوالات کرتے اور اطمینان حاصل کرتے، میں اگرچہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم تھا لیکن تعلیمی امور میں آپ ہی کو اپنا سرپرست اعلیٰ منتخب کیا تھا۔ اور آپ نے اس سرپرستی کا بھرپور حق بھی ادا فرمایا۔ سن ۲۰۰۲ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے میری فضیلت کی فراغت ''دوم پوزیشن'' سے ہوئی تو دستار بندی کی تقریب میں آپ نہ صرف یہ کہ میرے لیے مہمان خاص ہوئے بلکہ میرے مرحوم چچا شیخ محمد نور الاسلام اشرفی سلی گوڑی (جو میری تعلیم کے سارے اخراجات اپنے ذمہ کرم لے کر

میرے لئے منزل مقصود کی راہ ہموار کیے ہوئے تھے اللہ تعالی انہیں غریق رحمت فرمائے) آپ نے ان سے بطور خاص ملاقات کی اور مبارک بادیوں کے ساتھ میرے غائبانہ میں میرے لئے ''تخصص فی الفقہ الحنفی'' کی اعلی تعلیم کے لیے انہیں آمادہ وراغب بھی کیا، اور پھر جب دستار بندی کے بعد وہ وطن واپس پہنچے تو باضابطہ مجھے اطلاع دئے بغیر ان کے نام ایک مراسلہ بھی لکھا اوراس میں اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ: ''عزیزم مولانا کمال الدین اشرفی سلمہ کے روشن مستقبل کے لئے دوسال ان کو تخصص فی الفقہ کرنے کا موقع ضرور دیں بلکہ اگر آپ اجازت دیں تو ان کا خرچ دوسال تک میں چلاوں'' (آپ کا یہ مراسلہ مرحوم چچا کے توسط سے مجھے ملا جو آج تک میرے پاس تعلیمی ریکارڈ میں محفوظ ہے) آپ کے اس خط سے عم مکرم نہ صرف آمادہ اور راغب ہوئے بلکہ تخصص فی الفقہ کے لئے مصر ہو گئے جبکہ میری تمنا دہلی کی کسی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے کر لیکچرار یا ڈاکٹر بننے کی تھی، لیکن فقیہ اہلسنت نے فقہ حنفی میں تخصص کی اہمیت و افادیت کو میرے چچا کے ذہن وفکر میں اس طرح راسخ کر دیا تھا کہ ان کو اس کے علاوہ اور کچھ سننا گوارا ہی نہیں تھا، اس طرح ناچیز نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تخصص فی الفقہ الحنفی و تربیت افتا کا جو دوسالہ تعلیمی وتربیتی کورس کیا یہ میرے محسن حضرت فقیہ اہلسنت کی کرم فرمائیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ سن ۲۰۰۲ء میں جب جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے ناچیز نے تخصص فی الفقہ الحنفی سے فراغت حاصل کی اور دستار تحقیق وافتا سے نوازا گیا ان دنوں جانشین اشرف الاولیا، تاج الاولیا، شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی دامت برکاتہم القدسیہ کو مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف کے عہدہ صدارت اور دارالافتا کے لئے ایک صدرالمدرسین ومفتی کی ضرورت تھی، جس کی ذمہ داری آپ نے ممتاز العلما حضرت علامہ محمد ممتاز عالم اشرفی مصباحی صدرالمدرسین جامعہ شمس العلوم گھوسی اور فقیہ اہلسنت حضرت علامہ مفتی

آل مصطفی اشرفی مصباحی جیسے صاحبان علم وفضل کو سونپی تھی، حضرت فقیہ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مولانا ممتاز عالم اشرفی سے مشورہ کر کے سر پرست ادارہ حضرت تاج الاولیا سے میرے لئے سفارش کی پھر کچھوچھہ شریف میں حضرت علامہ مفتی رضاالحق اشرفی مصباحی اور دیگر اساتذہ جامع اشرف کی موجودگی میں مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف کے صدر المدرسین وفتوی نویسی کی خدمات کے لئے میرا انتخاب عمل میں آیا اور ناچیز ہی اس ادارہ کا باضابطہ سب سے پہلا صدر المدرسین ومفتی دارالافتا قرار پایا، اس طرح سے میری تدریسی اور فتاوی نویسی کی زندگی کا آغاز بھی آپ ہی کے توسط سے ہوا۔ میرے قیام پنڈوہ شریف کے دوران کئی بار آپ اس ادارہ میں بھی تشریف لے گئے اور تعلیمی امور میں اپنے مفید مشوروں سے نوازا، طلبا کے درمیان آپ کے متعدد توسیعی خطابات بھی ہوئے، درس وتدریس، فتاوی نویسی اور بالخصوص صدارتی امور میں آپ ہمیشہ اس ناچیز کو اپنے مفید مشوروں سے نوازتے اور مسلسل رہنمائی فرماتے۔ آپ ہی کی تحریک پر سر پرست ادارہ تاج الاولیا حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرفی جیلانی دام ظلہ النورانی کی سر پرستی اور نمونہ اسلاف حضرت علامہ مفتی عبید الرحمن رشیدی وفقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن رضوی دام ظلہما النورانی کی صدارت وقیادت میں ہندوستان میں سب سے پہلی بار ''خبر مستفیض سے ثبوت ہلال کا حکم'' کے عنوان پر سب سے پہلا سیمینار کا انعقاد ''مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف'' میں عمل میں آیا۔ گورنمنٹ ملازمت ملنے پر مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف سے مستعفی ہو کر ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی جب میں آیا اور ۲۰۰۷ء میں اپنے مرشد برحق شیخ المشائخ اشرف الاولیا سید شاہ مجتبی اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی بانی ''مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف'' کی حیات وخدمات پر تین سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب ترتیب دی جو کہ آپ کی حیات مقدسہ پر اولین کتاب تھی تو اس پر نظر ثانی کے لئے

حضرت فقیہ اہلسنت کی خدمت میں گھوسی حاضر ہوا، آپ نے جب مسودہ دیکھا تو کافی خوشی کا اظہار کیا اور برجستہ فرمایا ''کتاب کی زبان و بیان سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو کتابیں تصنیف و تالیف کرنے کا کافی تجربہ حاصل ہے جب کہ آپ کی یہ پہلی تالیف ہے وہ بھی کتاب ایسی شخصیت پر لکھی گئی ہے جس پر کچھ بھی تحریری مواد موجود نہیں ہے اس سلسلہ کو مزید جاری رکھیں اور وقتاً فوقتاً قلم کو حرکت دیتے رہیں'' (حضرت فقیہ اہل سنت کے ان حوصلہ بخش اور ترغیبی کلمات ہی کا اثر ہے کہ اس دن سے لے کر آج تک تقریباً ایک درجن کتابیں اور رسالے فقیر کے نوک قلم سے معرض وجود میں آ کر قارئین کی مطالعاتی میز پر پہنچ چکے ہیں، اور اتنے ہی ابھی زیر ترتیب ہیں) حضرت فقیہ اہلسنت نے مکمل وقت دیکر پورے مسودہ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور متعدد مقامات پر مفید اصلاحات بھی کیے، پھر دوسرے روز آپ نے بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کتاب کے حوالہ سے خصوصی ملاقات کی اور بعد فجر مجھے اپنے ہمراہ لے کر حضرت بحرالعلوم کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ میری بحرالعلوم سے پہلی ملاقات تھی، خود نظر ثانی کرنے کے باوجود حضرت فقیہ اہل سنت نے حضرت بحرالعلوم سے بھی اس پر ایک نظر ڈالنے کی گزارش کی، صاحب کتاب حضور اشرف الاولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بحرالعلوم کے خاص رفیق درس تھے، اور آپ سے دوستانہ مراسم و تعلقات رکھتے تھے اسی نسبت سے یہ مسودہ حضرت بحرالعلوم کے پاس پہنچا تھا یہ میرے لئے بہت ہی مسرت کی بات تھی ۔ حضرت فقیہ اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بحرالعلوم کے محبوب نظر تھے، اور آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے، بعد نماز فجر اکثر ایک ساتھ دونوں تفریح کے لئے نکلتے تھے اور واپسی پر حضرت بحرالعلوم کے حجرے میں ایک ساتھ چائے نوشی ہوتی تھی، کبھی کبھی آپ بعد عصر بھی حضرت بحرالعلوم کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتے تھے، دونوں میں اکثر علمی گفتگو ہی ہوا کرتی

تھی اور فقہی تحقیقات سے محفل جھوم جایا کرتی تھی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس دن حضرت فقیہ اہلسنت کے ساتھ میں حضرت بحر العلوم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس وقت آپ علی گڑھی پائجامہ کے تعلق سے ایک نہایت مبسوط فتویٰ لکھ رہے تھے، اور اس کے کچھ خاص اقتباسات حضرت فقیہ اہلسنت کو پڑھ کر سنا رہے تھے، اور جھوم جھوم کر یہ بار بار کہہ رہے تھے ''اور سینے میں نے یہ بھی لکھا ہے، یہ بھی لکھا ہے، اور یہ بھی لکھا ہے'' میرا تعارف کراتے ہوئے حضرت بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ہاتھ میں آپ نے کتاب کا مسودہ دیا اور میری واپسی کا بھی ذکر کیا حضرت بحر العلوم نے فرمایا ''یہ تو محبوب ومحب کا معاملہ ہے، اس میں تاخیر بالکل مناسب نہیں اس لئے آپ ایک دن اور ٹھہر جایئے اور کتاب ساتھ لیتے جایئے۔ پھر آپ نے اپنی تمام مصروفیات کو مؤخر کر کے صرف دو دن کے قلیل وقت میں اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور ساتھ ہی کلمات تصدیق سے بھی ناچیز کو نوازا، اس کتاب پر نظر ثانی کی غرض سے دو دن حضرت بحر العلوم کی خدمت میں ناچیز کو بھی رہنے کا شرف حاصل ہوا، میں مسودہ پڑھ کر حضرت کو سناتا آپ بغور سماعت کرتے اور جہاں مناسب سمجھتے اصلاح فرماتے۔ کتاب حضرت بحر العلوم کی نظر سے گزرنے کے بعد حضرت فقیہ اہل سنت کے مشورہ پر جامعہ شمس العلوم، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، جامع اشرف کچھوچھہ شریف اور دیگر اداروں کے اساتذہ اور کچھ مخصوص اہل علم کے تاثرات وتقریظات اور کچھ مشائخ کے دعائیہ کلمات اس کتاب میں شامل ہوئے جو اس کتاب کے لئے باعث زینت ہیں اور اب تک اس کے چار اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ (۱) ''استاذ العلما مشرقی بہار کی ایک عبقری شخصیت'' (۲) بنگال اور اسلام ایک تاریخی و مذہبی جائزہ اور دیگر میری کئی کتابوں پر آپ کے قیمتی تاثرات اور اہم مشورے شامل ہیں۔ آپ علم دوست انسان تھے، علم دوستی اور اصاغر نوازی میں آپ منفرد المثال تھے، اگر کسی رسالہ یا اخبار میں میرا

کوئی مضمون یا کوئی تحریر دیکھتے اور پڑھتے تو فوراً فون کر کے مبارکبادی دیتے اور اس کی خوبیوں کے ذکر کے ساتھ کچھ اہم گوشوں کی رہنمائی بھی فرماتے، علمی اور ادبی سیمیناروں میں شرکت کی بار بار تقاضا کرتے اور اپنے متعلقین سے دعوت بھی بھیجواتے، آپ ہی کی خواہش اور استاذ مکرم حضور صدر العلما علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ کی ایما پر مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ۲۰۰۴ / ۲۰۰۵ گیارہویں اور بارہویں فقہی سیمینار میں ناچیز کو شرکت کی دعوت ملی تھی، جب بھی کسی سیمینار میں ملاقات ہوتی تو بڑے پرتپاک انداز میں آپ ملاقات کرتے اور مقالہ خوانی کے بعد جب ملتے تو بڑی حوصلہ افزائی فرماتے، جب اپنے احباب سے ملاقات کراتے تو باضابطہ اپنی زبان اقدس سے مکمل تعارف بھی کراتے، جب کہیں سفر وحضر میں ایک ساتھ ہوتے تو گفت وشنید، نشست وبرخاست اور اکل وشرب و دیگر معاملات میں کہیں چھوٹے بڑے ہونے کا احساس تک نہیں ہونے دیتے، معاصرانہ اور دوستانہ جیسے تعلقات بجالاتے، ''عرس مخدومی کچھوچھہ شریف، عرس مخدوم العالم پنڈوہ شریف اور دیگر محفلوں میں ناچیز کی تقریر سے کافی خوش ہوتے اور بار بار یہ فرماتے'' آپ کی تقریر سن کر دل تو چاہتا ہے کہ اپنے متعلقین کے جلسوں میں آپ کو دعوت دلواوں لیکن میرا مشورہ ہے کہ آپ تدریس وافتا اور تصنیف وتالیف کی طرف توجہ مبذول رکھیں اور ادھر زیادہ دھیان نہ دیں'' شہر رائے بریلی میں بھی آپ کا تین بار آنا ہوا آپ جب بھی ''دار العلوم جائس'' کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں حاضر ہوتے تو ناچیز کے غریب خانہ میں ضرور تشریف لاتے اور خدمت کا موقع عنایت فرماتے، آپ کی تشریف آوری سے میری خوشیوں کی انتہا نہ ہوتی، میرے بچوں سے بھی آپ کو کافی لگاؤ تھا، جب بھی فون کرتے تو بچوں کی خیریت ضرور دریافت کرتے اور جب غریب خانہ میں تشریف لاتے تو بچوں کی من پسند چیزیں لے کر حاضر ہوتے، کبھی کبھی بچوں سے موبائل پر گفتگو بھی کرتے اور انہیں پڑھنے لکھنے کی

تاکید کرتے۔ میری جب دوسری بچی پیدا ہوئی تو میں نے آپ کو فون کیا اور خوش خبری سنائی ،آپ نے فرمایا بچی کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کی اس کا نام ’غوثیہ رکھا ہے، اور حضرت قادری میاں نے اس کا نام ’’ام الخیر‘‘ رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا’’ میری طرف سے بھی ایک نام ’’بشریٰ فاطمہ‘‘ رکھ لیجئے انشاءاللہ اس کے بعد آپ کے گھر میں جو بچہ پیدا ہوگا وہ اولاد نرینہ ہوگا‘‘ میں نے حضرت کے نام کو ترجیح دی اور’’بشری فاطمہ‘‘ نام منتخب کیا حضرت کے فرمان کے مطابق میرے گھر میں تین سال کے بعد ’’محمد اشرف جیلانی‘‘ کی شکل میں لڑکے کی ولادت ہوئی اور اللہ تعالی نے مجھے اولاد نرینہ کی دولت سے نوازا، جب آپ کو اس کی خوشخبری سنائی تو آپ نے فرمایا کہ ’’عرس مخدومی کچھوچھہ شریف میں آپ سے خوب مٹھائی کھائیں گے‘‘۔ آپ نہ صرف علمی امور میں اس ناچیز کو اپنے مشوروں سے نوازتے بلکہ گھریلو امور میں بھی اپنے مفید مشوروں اور قیمتی تجربات سے آگاہ فرماتے اور اپنے بعض معاملات میں ناچیز سے بھی مشورہ طلب کرتے، ناچیز کے بار بار اصرار اور تقاضے پر آپ نے اپنے قیمتی مضامین ومقالات اور تحقیقات کو جمع کر کے ایک کمپوزر کے حوالے کیا تھا، لیکن افسوس کہ اس نے بہت کچھ ضائع کر دیا، کچھوچھہ شریف میں زمین خرید کر آپ کو وہاں سے دینی اور علمی کام کرنے کی بڑی تمنا تھی اور اس کے لیے ناچیز کو ساتھ لے کر کئی بار زمین دیکھنے کے لیے بھی پہنچے لیکن افسوس کہ آپ کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا، پھر بنارس میں اس کام کو انجام دینے کے لیے قدم آگے بڑھایا تو وہاں بھی کامیابی نہ مل سکی، اخیر میں اپنے ہی علاقے میں بار سوئی اور اعظم نگر کے اطراف ومضافات کے لیے ارادہ بنایا اور اس سلسلے میں آپ نے وہاں کا متعدد سفر بھی کیا لیکن افسوس کے حالات زمانہ کے شکار ہوکر مریض ہو گئے۔ آخری بار جب آپ سے بات ہوئی تھی تو آپ نے اپنے علاج کے سلسلے میں ناچیز کو فون کیا تھا، اس میں آپ نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ’’ بنارس کے ڈاکٹر نے پھیپھڑے میں انفکشن بتایا ہے اور اس کا علاج لکھنو سے کرانا چاہتا ہوں آپ کسی ماہر ڈاکٹر کا پتہ لگا کر اس کا انتخاب کریں اور اس کی تیاری بنائیں‘‘

ناچیز نے ہر طرح سے ساتھ دے کر لکھنو میں علاج کرانے کی آپ کو یقین دہانی کرائی تھی، اس کے بعد مسلسل فون پر آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن بات نہیں ہوسکی پھر شوشل میڈیا کے ذریعے ناگفتہ بہ حالات کی مسلسل خبریں ملتی رہیں اور اب آپ کے وصال اور دائمی داغ مفارقت کی خبر جانکاہ آ پہنچی۔ آج ہر لمحہ آپ کی محبتوں اور شفقتوں کا بار بار خیال آتا ہے اور دل مضطرب ہو جاتا ہے، آپ کا نقش رخ پا اور نورانی چہرہ بار بار ذہن وفکر میں گردش کرتا ہے، آپ کیا چلے گئے ساری بہاریں چلی گئیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پھر سے دوبارہ ہم یتیم ہو گئے اور صرف میں ہی نہیں نہ جانے آپ کے چلے جانے سے کتنی انجمنوں کی بہاریں چلی گئیں، کتنے سروں سے علم کی سرپرستی اٹھ گئ اور کتنے عزیزوں کا علمی دھارا ٹوٹا، اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ میں تو آپ کا شاگرد بھی نہیں، آپ کا رشتہ دار بھی نہیں، آپ کا ہم وطن بھی نہیں بس ایک ملاقات تھی تو اس قدر اپنی عنایتوں سے نوازا اور انعام واکرام کی موسلا دھار بارشیں برساتے رہے تو پھر اپنے اپنوں کو اپنے موج سمندر سے آپ نے کتنا پلایا ہوگا؟ یہ تو پینے والے اور پلانے والے ہی بہتر جانتے ہیں۔ بس اس وقت میں تو اتنا ہی کہوں گا کہ مولیٰ کریم میرے مفتی صاحب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپ کی قبر انور کو بقعۂ نور بنا دے آمین بجاہ حبیبہ النبی الکریم۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

محقق عصر فقیہ اہلسنت کی رحلت علمی دنیا کا عظیم خسارہ

❁ مفتی دلشاد احمد ضیائی امجدی جھارکھنڈ

استاد گرامی وقار محقق عصر فقیہ اہلسنت حضرت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی جماعت کے متبحر عالم دین، بالغ نظر مفتی، بہترین قلم کار، مصنف اور میدان درس وتدریس کے شہسوار تھے۔ آپ نہایت منکسر المزاج، تواضع وانکساری، خلوص وللّٰہیت کے مالک تھے۔ فقیر نے زمانہ طالب علمی میں مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو بہت قریب سے دیکھا ان کی

شفقتوں کے سائے میں پروان چڑھا ہمیشہ آپ کو تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ فتویٰ نویسی میں مصروف پایا، آپ کے رشحات قلم سے سیکڑوں فتاوے مقالات صادر ہوئے، علماء و مصنفین اپنی کتابوں پر تقریظ و تقدیم نیز اصلاح و نظر ثانی کے لئے آپ کی جانب رجوع کیا کرتے تھے۔آج وہ عظیم محقق، مفتی، مدرس، مشفق استاذ ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے ان کا ہمارے درمیان سے رخصت ہو جانا آنکھوں کو اشکبار کر گیا۔استاذ محترم کی تمام علمی خدمات کا بدلہ اللہ رب العزت عطا فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ کے تمام پسماندگان کو صبر و شکر کی توفیق بخشے اور جماعت اہلسنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

دنیائے اہل سنت کا عظیم علمی خسارہ

❁ مفتی محمد طیب حسین امجدی خادم طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی

اس دور قحط الرجال میں جب علما و مشائخ بڑی تیزی سے داغ مفارقت دیتے جا رہے ہیں اچانک صبح صبح شوشل میڈیا کے ذریعہ انتہائی روح فرساں خبر موصول ہوئی کہ ہندوستان کی معروف شخصیت جماعت اہل سنت کے مایہ ناز عالم دین، قابل قدر فقیہ، پختہ قلم کار، باکمال محقق، جید درسگاہی عالم دین، کہنہ مشق مفتی، ایک عظیم فقیہ، مشہور قلم کار، فقیہ اہل سنت حضرت العلام مفتی آل مصطفی مصباحی صاحب قبلہ طویل علالت کے بعد دنیائے فانی کو خیر آباد کہہ گیے، یوں تو آپ علم و فن کے مختلف میدانوں کے شہسوار تھے۔لیکن فقہ و افتا آپ کا خاص میدان تھا، فقہی بصیرت انہیں خاصی حاصل تھی، عالمانہ وضع قطع اخلاص و جفاکش تواضع شرافت وللّٰہیت کے مالک کریمانہ اخلاق اور عالمانہ شان کے پیکر تھے، انکساری خاکساری ملنساری ہمارے کرم فرما اور مہربان استاد مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا طرہ امتیاز تھا۔حضرت کے خامہ وقلم سے ہزاروں

فتاوے، قیمتی مقالات، تحقیقی مضامین منصۂ شہود پر آے، آپ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے رکن عظیم تھے۔ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے سیمینار میں ہمیشہ شرکت فرما کر نمایاں کردار ادا کیا کرتے تھے۔ آپ کی رحلت سے جماعت اہل سنت میں ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا مفتی صاحب قبلہ دوران درس فرمایا کرتے تھے کہ لائبریری سے جس کتاب کو اٹھاتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ اسے تو دوران طالب علمی مطالعہ کر چکا ہوں، آزمائش وامتحانات الٰہی پر اخیر وقت تک صابر رہے اپنے ہم عصر علما میں اپنی علمی پہچان کے سبب بہت جلد مشہور ومقبول ہو گیے۔ تقریبا سولہ سال حضرت سے فیض یاب ہونے کا موقع میسر آیا طلبہ پر شفقت فرماتے جب بھی کسی مسئلہ کو لے کر حضرت کی بارگاہ میں جاتا نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ محققانہ جواب عنایت فرماتے دوران طالب علمی جب ہم دارالافتا میں جاتے تو کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت بغیر کتاب دیکھے ہی استفتا کا جواب لکھواتے بعدہ فرماتے حوالہ کے لیے فلاں فلاں کتاب سے صفحہ درج کر دیں جماعت اہل سنت میں جن کے علمی تبحر سادہ مزاجی کم گوئی اور خوش اخلاقی سے سب سے زیادہ متاثر ہوں ان میں سے ایک استاذ گرامی حضرت مفتی آل مصطفی مصباحی صاحب قبلہ کی ذات تھی۔ حضرت آپ بہت یاد آؤ گے۔ اللہ رب العلمین اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل عالم برزخ کے تمام مراحل شاد شاد گزار دے اور درجات بلند فرماے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین یارب العلمین۔

محقق عصر فقیہ اہلسنت کی رحلت ایک بڑا علمی خلا پیدا کر گئی

فقیر محمد صدام حسین الامجدی، خادم التدریس والافتاء دارالعلوم انوار مصطفے گودھرا پنچ محل گجرات

حضرت مفتی صاحب قبلہ جماعت اہلسنت کے ایک عظیم محقق، ممتاز مناظر، اور متبحر عالم دین تھے۔ آپ اسلاف کے علمی امانتوں کے امین ومحافظ اور متعدد علوم وفنون کے ماہر وکامل

تھے، مسلسل کام کرنے کے عادی تھے، تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ فتوی نویسی میں مسلسل مصروف رہتے، بڑے بڑے علماء مسائل میں آپ کی طرف رجوع فرماتے تھےاور تشفی بخش جواب سے مستفیض ہوتے تھے، صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک سے آپ کے پاس استفتے آتے تھے۔ یوں تو آپ علم وفن کے مختلف میدانوں کے شہسوار تھےلیکن فقہ اور افتاء آپ کا خاص میدان تھا۔فتاوی نویسی اور مضمون نگاری کے ساتھ فقہی سیمناروں میں بھی شرکت فرماتے، اور اپنی تحقیق اور علم وفن سے ایک طبقے کو متاثر کرتے۔علماء ومصنفین کی ایک بڑی تعداداپنی کتابوں پر تقریظ وتقدیم لکھنے بلکہ اصلاح اور نظر ثانی کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے تھےاور آپ اپنے تمام تر مصروفیات کے باوجود کسی کو مایوس نہ کرتے۔ فقہی مسائل پر مشتمل آپ کے مقالات گزشتہ کئی سالوں سے ہندو پاک کے رسالوں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔آپ نے متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائی جن میں ”اسباب ستہ اور عموم بلوی کی توضیح وتنقیح“ کوایک امتیازی شان حاصل ہے۔فتاوی امجدیہ کی تیسری اور چوتھی جلد پر آپ نے حاشیہ لگا کر جماعت اہلسنت کوایک انمول تحفہ دیا۔آج جب کہ وہ ہمیشہ کے لیے ہم سے رخصت ہو چکے ہیں یہ سانحہ ارتحال دلوں کوزخمی اور آنکھوں کواشکبار کررہا ہے۔اللہ تعالی استاذِ مکرم کی تمام علمی خدمات کا صلہ عطا فرمائے۔عالم برزخ کے منازل ومراحل کوآسان فرمائے، آپ کی قبر مبارک کوتاحدِ نگاہ گشادہ فرما کر منور ومجلی فرمائے، اور جنت النعیم میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین یارب العالمین بجاہ نبی الکریم الامین۔

فقیہ اہل سنت ایک مشفق استاذ تھے

الفقیر محمد شجاعت حسین امجدی حنفی دارالافتاء جامعہ جامعہ مخدومیہ شمس الاسلام احباب نگر جوالا پور ہری دوار اتراکھنڈ

حضرت مفتی آل مصطفیٰ صاحب قبلہ مصباحی علیہ الرحمہ جماعت اہل سنت کے مایہ ناز عالم دین، قابل قدر فقیہ، پختہ قلم کار، باکمال محقق اور کریمانہ اخلاق وعالمانہ شان کے پیکر تھے۔اور

ہمارے ایک مشفق اور محسن، کرم نوز استاذ بھی تھے۔ جب فراغت کے بعد اپنے مشفق استاذ سلطان الاساتذہ، ممتاز الفقہاء، امیر المومنین فی الحدیث، محدث کبیر، حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ کے مشورے پر" جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی میں درس وتدریس اور فتوی نویسی کی خدمات پر معمور ہوئے اور اپنی حیات تک بحسن وخوبی اپنی دینی ذمہ داریوں کے ساتھ خدمت انجام دیتے رہے۔ میرے مشفق استاذ، افضل العلما، عمدۃ الفقہا، ماہر علم وفن، فقیہ اہل اسنت حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ذہن ودماغ کو اللہ تعالیٰ نے علوم وفنون کا متحمل بنایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ امجدیہ میں وہ بچے بھی آپ سے اکتساب علم وفیض کرتے تھے، جن کی گھنٹی آپ کے پاس نہیں ہوتی، اور آپ تخصص فی الفقہ کے علمائے کرام کی بہترین رہنمائی فرماتے اور انہیں فقہ وفتاوی میں محنت کرواتے، اور اپنے گھر پر بھی بلاکر فتاوی نقل کرنا سکھاتے اور فرماتے پہلے فتاوی نقل کرنا سکھیں اور مطالعہ پر خوب دھیان دیں۔

حضرت مفتی صاحب ہمارے لیے ایک رہنما استاذ مشفق کرم فرما تھے اور ہمیشہ محبت سے پیش آتے حضرت کا اخلاق بڑا ہی اعلیٰ پیمانے کا تھا اور طالبان علوم نبویہ کو اچھے مشوروں سے نوازتے تھے اور ہم نے خود کئی اساتذۂ کرام کو فرماتے سنا "مفتی آل مصطفیٰ مصباحی" جیسے کوئی فقہ العصر نظر نہیں آتا، حضرت سے ہم نے کئ کتابوں میں استفادہ حاصل کیا، حامی جیسی کتاب جو اصول فقہ میں ہے اس کی باریکی اور اس کا خلاصہ بچوں کے دماغ میں اس طرح اتارا تے تھے کہ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ اصول سرخسی جیسی کتاب میں بھی حضرت سے استفادہ حاصل کیا، دور حاضر میں محدث کبیر کی طرح پڑھانے کا ملکہ فقیہ اہل سنت کے اندر تھا، لیکن آپ کے جانے کے بعد کوئی ایسا نظر نہیں آتا، جس کتاب کو تخصص فی الفقہ میں بہت اہمیت حاصل ہے (الاشباہ والنظائر) اس کتاب کو بھی حضرت سے پڑھنے کا موقع ملا اور یہ ہی نہیں کہ جو کتاب ان کے پاس ہے تو صرف اور صرف اسی کتاب کے بارے میں معلومات کر سکتے ہیں، بلکہ جو طالب علم کتاب لے کر حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اور اپنے سوالات پیش کرتا یا کتاب سے جو بھی

عبارت سمجھنا ہوتا حضرت اس کو بہت عمدہ اور تشفی بخش، آسان زبان میں سمجھا دیتے اور کئی بار حضرت کی بارگاہ میں جماعت سادسہ میں جلالین شریف کا امتحان دینے کا موقع حاصل ہوا بڑے ہی اچھے نمبر بھی موصول ہوے اور حضرت نے ایک نصیحت بھی فرمائی تھی کہ ہمیشہ اپنا مطالعہ جاری رکھنا کتابوں کی باریکیوں پر نظر رکھنا اور حضرت کو ہمیشہ ہم نے مطالعہ ہی کرتے پایا حضرت ہمارے لیے اور سب کے لیے ایک بہت ہی کرم فرما استاذ تھے۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ پروردگار عالم تمام اساتذہ کو حضرت کی طرح عالم باعمل بنائیں۔

آپ ایک تجربہ کار عالم دین، باکمال مدرس اور محقق عصر و مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ متعدد کتب کے مصنف، کثیر دینی مقالات کے محرر، مایہ ناز خطیب اور قوم کے سچے قائد و رہنما تھے، مختلف فقہی سیمینار اور مجالس شرعیہ میں شریک ہوتے اور نہ صرف شریک ہوتے بلکہ جدید مسائل فقہیہ کی تحقیق میں نمایاں کردار ادا کیا کرتے تھے۔ جدید فقہی مسائل پر متعدد مقالے طبع ہو چکے ہیں اور بہت ساری تصانیف بھی شائع ہو کر شرف قبولیت حاصل کر چکیں ہیں۔ فتاوی امجدیہ کی تیسری و چوتھی جلد کی تحشیہ آپ کی عظیم علمی یادگار ہے۔

آپ نے کئی سو شاگرد تیار کیے اور آپ کی پوری زندگی بے مثال دینی و علمی خدمات سے عبارت ہے۔ آپ رہتی دنیا تک اپنی نمایاں دینی، علمی، تصنیفی کارناموں کی وجہ سے زندہ و جاوید رہیں گے۔ ان شاء اللہ'' اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے، اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، جنت میں مرحوم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ایک عظیم استاذ ہم سے رخصت ہو گئے

مولانا محمد ریاض الدین امجدی

صبح جیسے ہی یہ المناک و اندوہ خبر موصول ہوئی کہ اخلاص و محبت کے حسین سنگم، حلم

وبردباری کے نیر تاباں، علم وحکمت کے بحر بے کراں، تدبر وتفکر کے بلند مینار، اخلاق ومحبت کے جبل استقامت یعنی فقیہ عصر استاذ الاساتذہ جامع معقولات ومنقولات، ماہر درسیات ودقائق فقیہ معلم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، استاذی المکرم مولانا مفتی آل مصطفی مصباحی اشرفی نوراللہ مرقدہ ہم جملہ عقیدت مندو تلامذہ کو روتا بلکتا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

موصوف یوں تو نے شمار اوصاف کے حامل تھے۔ خصوصا شیریں مقالی، خندہ پیشانی، کم گفتاری، ایثار وقربانی جن کی خاص پہچان تھی۔ موصوف ہم عصر علماء میں محبوب العلماء کی حیثیت سے تھے۔ اللہ مفتی صاحب کے خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

مفتی آل مصطفی مصباحی علوم وفنون کے ایک عظیم شاہکار تھے

مولانا محمد مرشد عالم امجدی قادری، ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ جامع مسجد صاحب گنج، بہار

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد موبائل فون آن کرتے ہی ایک نہایت ہی غم اندوز خبر موصول ہوئی کہ عالم بے نظیر، محقق بے مثل، فقیہ عصر، استاذ العلماء، استاذی سیدی وسندی مولانا مفتی آل مصطفی مصباحی اشرفی استاذ جامعہ امجدیہ (جعل اللہ تعالیٰ مشواہ فی الجنۃ) طویل علالت کے بعد اپنی بساط زندگی کو سمیٹ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اور ہزاروں دلوں کو غمزدہ اور آنکھوں کو پر نم کر گئے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک متبحر عالم دین تھے۔ جو بیک وقت علوم جدیدہ وقدیمہ پر یکسر مہارت رکھتے تھے۔ ان کے قلم سیّال سے ہزاروں فتاوے صادر ہوئے اور درجنوں معرکۃ الآرا مضامین ومقالات تحریر کر کے عوام وخواص کی علمی واصلاحی ضرورتوں کی تکمیل فرمائی۔ اللہ رب العزت نے انہیں بے پناہ صلاحیتوں سے آراستہ فرمایا تھا۔ خصوصا فقہ وفتاوی میں ید طولی رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے ہم عصروں پر فائق رہے۔ اکابرین امت کی نگاہوں میں معتمد ومستند قرار پائے۔ جہاں تک بات ہے ان کے درس وتدریس کی ت و مفتی صاحب اس

سلسلے میں امتیازی شان کے حامل تھے۔سخت ترین کتابوں کی تدریس کے وقت محض ترجمہ خوانی ہی کافی ہوتا تھا۔تشریح کی ضرورت ہی نہ پڑتی تھی۔اس کا انہیں بخوبی اندازہ ہوگا۔جنہوں نے ان کے گلشن علم وحکمت سے کبھی خوشہ چینی کی ہوگی۔انہیں تمام تر کمالات کو دیکھ کر قلوب واذہان پکار اٹھتے ہیں کہ مفتی آل مصطفی مصباحی کی ذات گرامی علوم وفنون کی ایک عظیم شاہکار تھے۔جس پہ جتنا رشک کیا جائے کم ہے۔مفتی صاحب کی موت نے دنیائے علم وادب کو روتا بلکتا چھوڑ دیا ہے۔اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور کی روح پرفتور پر باران کرم کا نزول فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک مشفق ومہرباں استاذ حضرت مفتی آل مصطفی مصباحی

مولانا محمد قمر اخلاقی امجدی، استاذ دار العلوم اشرفیہ واشرف البنات، (گوا)

ہندوستان کی معروف شخصیت مفتی آل مصطفی مصباحی کا ہم سے اتنی جلدی رخصت ہو جانا ملت اسلامیہ کے لئے عظیم نقصان ہے، آپ ایک جید درسگاہی عالم کہنہ مشق مفتی، اور مہربان و مشفق استاد بھی تھے۔ہندوستان کے کونے کونے میں آپ کے تلامذہ کے لیے آپ کی رحلت ایک جانکاہ خبر ہے، حضرت مفتی صاحب قبلہ وسیع مطالعہ رکھتے تھے، آزمائش وامتحانات الٰہی پر اخیر وقت تک صابر رہے، کم گو تھے۔اور جب بولتے تو وزن دار گویائی رکھتے۔اپنے ہم عصر علما میں اپنی علمی پہچان کے سبب بہت جلد مشہور ومقبول ہو گئے تھے۔حضرت مفتی صاحب نے فراغت کے بعد سے ہندوستان کی معیاری درسگاہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں اہم مقام ورتبہ رکھتے تھے۔افسوس اپنے بے شمار تعلیمی، تدریسی، دینی، تحریری یادوں کو چھوڑ کر حضرت نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

کچھ باتیں کچھ یادیں:

پچھلے سال جب میں نے حضرت سے قبر میں میت کا چہرہ کھولنے کے تعلق سے مسئلہ

دریافت کیا اور اپنی طرف سے فتویٰ کی کسی اہم کتاب کے حوالہ سے کچھ باتیں کہیں تو حضرت بڑے متعجب ہوئے اور آپ نے کہا آپ کے یہاں یہ کتاب ہے کیا؟ (چونکہ حضرت استاذ محترم کو معلوم تھا ادارہ بند ہے اور میں ایک جگہ امامت میں ہوں اور مساجد میں عام طور پر درسی یا کوئی فتویٰ کی اہم کتابیں ہیں) تو میں نے کہا حضرت نیٹ سے لوڈ کیا نسخہ پڑھا حضرت کافی خوش ہوئے اور فرمایا اس تعلق سے ''شامی'' مطالعہ کیجیے کیونکہ حضرت اپنے کسی بھی طرح کی ترقی اور اڑان کو بہت پسند فرماتے استاد محترم مسائل بڑی سنجیدگی اور توجہ کے ساتھ بتاتے، جس سال پہلا اور سخت ''لاک ڈاؤن'' لگا بعض مواضع پر لوگ قربانی کے جانور پر قادر ہوتے ہوئے بھی قربانی نہ کر سکے حضرت قبلہ سے جب اس تعلق سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قربانی کے دنوں میں قربانی کے علاوہ قربانی کے نام روپیہ وغیرہ دے دینے سے قربانی قبول نہیں ہوگی ہاں! بعد ایام قربانی کے اس روپیہ صدقہ کر دیں ترک واجب کا گنہگار نہیں ہوگا۔ آپ علیہ الرحمہ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ کچھ باذوق طلبہ کی معاونت رہی تو ساری کتابوں کی اچھی اور معیاری شرحیں سال دوسال کے اندر لکھ ڈالوں تا کہ غیر معیاری شرحوں سے ہماری جماعت کو چھٹکارا مل سکے۔ چونکہ بات اس سے قبل یہی چل رہی تھی کہ کچھ طلبہ نے کہا حضرت کچھ شرحیں بڑی ہی غیر معیاری اور مواد عقائد حقہ کے برخلاف ہے، لہٰذا اچھی شرحیں بہتر اور صحیح مواد کے ساتھ آنی چاہیے۔ اور ہمارے علما اس تعلق سے کما حقہ خدمات انجام نہ دے سکیں ہیں۔ انکساری، خاکساری، ملنساری ہمارے کرم فرماں اور مہربان استاد حضرت مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ کا طرہ تھا۔ جامعہ کے طلبہ آپ سے خوش رہتے اور بڑی تعظیم کرتے، چہرہ پر سنجیدگی اور متانت طاری رہتی، اکثر آزمائش کے شکار رہے، لیکن صبر وضبط کے جبل شامخ بن کر آپ صابر وقانع بنے ہے۔

حضرت کی تصانیف وتالیفات

سوانح صدر الشریعہ، بیمہ زندگی کی شرعی حیثیت، کنز الایمان پر اعتراضات کا تحقیق جائزہ، منصب رسالت کا ادب واحترام، اسباب ستہ اور عموم بلویٰ کی توضیح وتنقیح، روداد مناظرہ بنگال،

بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت کے اصول ،نقشہ دائمی اوقات صلوٰۃ برائے گھوسی ، حاشیہ توضیح وتلویح عربی (مجلس برکات) وغیرہ ہیں اور تقریبا ۳۰ سے زائد علمی و تحقیقی مضامین ہیں جو مختلف جرائد و ماہنامہ میں شائع ہو چکے ہیں۔

علم توقیت پر خاص درک رکھتے تھے اس تعلق سے بڑے بڑے علما آپ کی طرف رجوع کرتے ،حضرت کے فتاویٰ کے تین قلمی اور ضخیم رجسٹر حضرت کے پاس موجود تھے جس پر کام جاری ہے تقریبا ۵ جلدوں پر یہ گراں قدر نادر و نایاب اور تحقیق و تدقیق سے لبریز فتوے زیر طباعت ہے یہ فتوی علم و عرفان سے بھر پور ہیں۔ جب تک باحیات تھے بات ہوتی رہی پچھلے سال بھر سے مکمل قطع تعلق ہو گئے تھے۔

میں اپنے ہر معاملات میں حضرت سے مشورہ لیتا ، مسائل کے جوابات بڑی متانت اور محققانہ انداز سے دیتے پھر زیادہ دن ہو جانے پر از خود کال لگا کر بات بھی کرتے ، جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی کی ۶ ر سالہ تعلیمی زندگی میں سب سے گہرا اثر حضرت کی ترتیب کا رہا ، حضرت مفتی صاحب قبلہ ہماری تعلیمی اور تدریسی منازل کے رہبر اول تھے ، آپ کے ارشاد پر ہی سرزمین بلگرام شریف اور پھر بعد میں جامعہ سعدیہ عربیہ کیرلا جیسی معیاری درسگاہ میں تدریسی خدمات کے لیے مامور ہوا تھا۔

فکر و شعور کے اجالے نے مفتی صاحب کو شہرت کی بلندی عطا کی

مولانا محمد صابر القادری

آفتاب علم و فضل کا درخشاں ستارہ ، معارف علوم امام احمد رضا ، جریدوں میں اپنی رفاقت کے ذریعہ ملت اسلامیہ کے دلوں میں تحقیقی مضامین و مقالات کا گلدستہ سجانے والا محبوب نگاہ سرکار کلاں و سرکار تاج الشریعہ محقق عصر حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی اشرفی علیہ الرحمہ کا ہم سنیوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر دار فانی سے دار جاودانی کی طرف کرنا سنیت میں ایک خلا کا پیدا ہونا

ہے جس کا پر ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ فقیہ عصر حضرت مفتی آل مصطفی مصباحی علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر جیسے ہی علمی حلقوں میں پھیلی ہر طرف لوگ غم اور ماتم کناں ہو گئے، اب ہماری فقہی گتھیاں کون سلجھائے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند کرے اور ان کے خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

میرے محسن، میرے مربی

ابوالاختر مشتاق احمد امجدی غفرلہ/ خادم: ازہری دارالافتا، ناسک

۶ /جمادی الآخرہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۰/جنوری ۲۰۲۲ء ہمارے لیے وہ دردناک تاریخ اور کرب ناک گھڑی ہے جسے شاید اپنی زندگی میں کبھی نہ بھلاسکوں، ہماری اس عمر تک اگر کسی حادثہ فاجعہ پر سب سے زیادہ غم واندوہ ہوا ہے تو وہ یہی الم ناک حادثہ ہے جس میں ہماری زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری رہنمائی کرنے والی عظیم ذات، محقق عصر، فقیہ اہل سنت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی نوراللہ مرقدہ ہم جیسے ہزاروں تلامذہ ومتعقدین کو تنہا چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوگیے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تربت اطہر پر رحم وکرم کی بارش نازل فرمائے۔

آپ کا نام نامی علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، آپ کا اسم گرامی علم وتحقیق، فقہ وافتا، تدریس وتحریر کی دنیا میں سکۂ رائج الوقت کا درجہ رکھتا ہے، آپ سے درسگاہ کی زینت، دارالافتا کا وقار، میدان تحقیق اور فقہی سیمناروں کا غلغلہ قائم تھا، آپ کیا گیے، تدریسی دنیا کی رونق ماند پڑگئی، چمنستان سنیت سونی ہوگئی اور دارالافتا کی شادابی پھیکی پڑگئی۔

خداوند قدوس نے آپ کی ذات ستودہ صفات میں حیرت انگیز فضائل وکمالات اور بے شمار محامد ومحاسن ودیعت فرمائی تھی، آپ زہد وورع کے پیکر، صدق وصفا کے دھنی، اخلاق ومروت کے بے تاج بادشاہ اور تقوی وطہارت کے در نایاب تھے، اور اگر ان سب کو سمیٹا جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی پاکیزہ شخصیت سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی کامل آئینہ دار تھی اور آپ اسم بامسمی اور مصطفیٰ جان رحمت کے سچے عاشق اور وفادار غلام تھے۔

آپ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اور بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی قدست

اسرارہم کی فقہی یادگار، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دام فیوضہم کی خوبیوں کے حسین جلوہ تھے، مروجہ علوم وفنون میں ید طولیٰ رکھنے والے ایک قدرآور مفکر، فقہی جزئیات وتفریعات پر عبور رکھنے والے ایک دوررس فقیہ، اصول فقہ پر غیر معمولی بصیرت رکھنے والے عظیم دانش ور، فتویٰ نویسی کے اصول وآداب کے رمز شناس جید مفتی اورفن مناظرہ کے باریکیوں سے باخبر زبردست مناظر تھے۔

آپ نے اپنی مختصر سی اکاون سالہ زندگی میں ہزاروں تلامذہ، سینکڑوں علمی وتحقیقی مضامین، بے شمار فتاویٰ اور ایک درجن سے زائد قلمی نگارشات قوم کو عطا فرمائیں، زبان وادب میں ندرت اور فکر وتحقیق میں پختگی آپ کے نمایاں اوصاف تھے، علم ظاہر کے ساتھ علم باطن میں بھی اونچا مقام رکھتے تھے، بڑوں کی بارگاہ کے بڑے مودب اور چھوٹوں پر حد درجہ شفیق ومہربان تھے، یہی وجہ ہے کہ جہاں تلامذہ آپ سے دل وجان سے محبت کرتے تھے وہیں آپ اکابر علما ومشائخ کے بھی محبوب نظر اور مقبول بارگاہ تھے، فقہی مذاکروں اور فقہی فیصلوں میں اکابر علما ومشائخ آپ کی رائے اور فکر وتحقیق کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔

ان سب کے ساتھ ایک عظیم خوبی جس سے آپ کی شخصیت دیگر اساتذہ ومعلمین میں ممتاز اور منفرد نظر آتی ہے وہ یہ کہ آپ محنتی اور جفاکش طلبہ جو گھریلو مسائل کی وجہ سے تعلیم سے دور ہو جاتے آپ انہیں ہر ممکن اپنی تعلیم جاری رکھنے پر آمادہ فرماتے، اگر وہ تعلیمی سلسلہ شروع کرتے تو خوش ہوتے ورنہ حد درجہ افسوس کا اظہار کرتے، خود راقم السطور دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد بغرض تدریس ایک مدرسہ کے لیے روانہ ہو چکا تھا بلکہ ادارہ پہونچ چکا تھا، جب اس کی اطلاع آپ کو ہوئی تو فوراً فون کیا اور فتویٰ نویسی کی ٹریننگ کے لیے اختصاص فی الفقہ کی تعلیم جاری رکھنے پر زور دیا، فقیر نے گھریلو مسائل کا عذر پیش کی، اس پر آپ نے فرمایا دو سال ہنستے کھیلتے گذر جائیں گے، جیسے بھی ہو آپ اختصاص فی الفقہ کی تعلیم جاری رکھیں، بالآخر اہلیان مدرسہ سے معذرت چاہ کر دوبارہ جامعہ امجدیہ حاضر ہوا اور اختصاص فی الفقہ کی تعلیم حاصل کی

، جب تک جامعہ میں رہا آپ کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہونے کا خوب خوب موقع نصیب ہوا، آپ کے علمی کاموں میں ہاتھ بٹانے میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا، بلکہ آج جو کچھ بھی مجھ فقیر میں فقہ وفتاویٰ کی چمک ہے وہ سب آپ کی نگاہ توجہ کا ثمرہ ونتیجہ ہے، آپ کی شفقتیں اس درجہ تھیں کہ فراغت سے اب تک تقریبا سات برس کے ایام میں دورہ کر بھی نوازتے، دینی، علمی، فقہی رہنمائی فرماتے اور رفتہ رفتہ ترقی کی خبریں سن کر خوش ہوتے، دعاؤں سے نوازتے اور مزید کامیابی کی امیدیں ظاہر فرماتے، بلا ریب فقیہ اہل سنت کی یہ وہ عظیم خوبی ہے جو آج کے اساتذہ ومعلمین میں کم نظر آتی ہے۔ یقینا آپ کے وصال سے یہ سارے رابطے یکسر ٹوٹ ہوگیے، دنیائے سنیت ایک عظیم محقق ومفتی سے محروم ہوگئی اور مجھ جیسے ہزاروں طلبہ علمی یتیم ہوگیے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، دینی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے، اہل سنت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اور ہمیں ان کے نقوش قدم پر گامزن رکھے، آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

محمد محبوب عالم امجدی:۔ استاذ جماعت رضائے مصطفیٰ ایجوکیشنل سینٹر، اپلیٹا گجرات

موت برحق ہے، ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کرنا ہے۔ مگر استاذی الکریم فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی نور اللہ مرقدہ کا ہمارے درمیان سے رخصت ہوجانا بہت بڑا خسارہ ہے۔ یقیناً آپ کے ساتھ علم کا ایک بہت بڑا حصہ دنیا سے اٹھ گیا۔ آپ ایک جید عالم دین، باکمال مصنف، بلند پایہ محقق اور قابل رشک مدرس تھے۔ اپنی شرافت نفس، نرم گفتاری اور تواضع وانکساری کی وجہ سے عوام وخواص کے درمیان ایک محبوب شخصیت کے مالک تھے۔ وقت کی پابندی، کثرت مطالعہ اور فتویٰ نویسی آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا شمار صف اول کے مفتیانِ کرام میں ہوتا تھا۔ آپ کی بارگاہ میں بہترین خراج عقیدت یہ ہے کہ ہم بھی اپنے قیمتی اوقات کی حفاظت کریں اور کثرت مطالعہ کے ذریعے اپنے علم میں گہرائی پیدا کریں۔ اخیر میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ استاذی

الکریم کے ساتھ خصوصی فضل کا معاملہ فرمائے اور ہر آن آپ کے درجات کو بلند تر فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

تعزیت نامہ بروفات فقیہ اہل سنت

(حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی رحمۃ اللہ علیہ)

از: محمد عامر عالم اشرفی جامعی
ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ خدیجۃ الکبری للعینات

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی أشرف الانبیاء والمرسلین ، وعلی الہ واصحابہ الطیبین الطاہرین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان اپنی زندگی میں اپنے باپ سے ایک بار یتیم ہوتا ہے لیکن علم وفن اور تحقیق وجستجو کی دنیا میں وہ بار بار یتیم ہوتا ہے، آج مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کتنے ہی طالبان علوم دینیہ اور جویان علم وفن کو یتیمی کا داغ دے گئی، جو شمار سے باہر ہے لیکن اللہ ہی کے لیے ہے ہر وہ چیز جو اس نے لیا ہے، اس کے لیے ہے ہر وہ چیز جو اسنے عطا کیا ہے اور میری اپنی مقررہ مدت کے ساتھ ہے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ان جید و پختہ کار اور راسخین فی العلم میں سے ایک تھے، جو روز نہیں مہینوں میں نہیں بلکہ بقول میر تقی میر برسوں مں پیدا ہوتے ہیں۔آپ ہزاروں طالبان علوم نبویہ کے استاذوں کے استاذ سیکڑوں علمی وتحقیقی مقالات اور درجنوں کتابوں کے مصنف تھے، اردو کے علاوہ عربی زبان میں بھی آپ نے کئی یادگار چھوڑی ہیں، آپ نے درس نظامی اور دوسرے فنون کی کچھ اہم کتابوں پر تحقیقی کام بھی کیا ہے، آپ کے نوک قلم سے

جاری ہونے والے فتوے ملک و بیرون ملک اعتماد کی نگاہ سے دیکھے اور پڑھے جاتے ، آپ جماعت اہل سنت کے لیے ایک قابل افتخار سرمایہ تھے، تقریبا ہر طبقہ میں آپ کی پذیرائی تھی ، اکابر خاندان اشرفیہ میں آپ ایک باوقار مفتی کی حیثیت سے جانے جاتے ، آپ کا قلم انتہائی محتاط اور اظہار حق میں آپ کبھی کسی کو خاطر میں نہ لاتے ۔ ہر چند کہ آپ بڑے پایہ کے آدمی اور عظیم محقق وفقیہ تھے، اکابر علما اور نامور مفتیان کرام میں آپ کا نام اولین فہرست میں لیا جاتا ، ان سب کے باوصف آپ انتہائی متواضع منکسر المزاج ، سادہ مزاج اور حلیم طبیعت کے تھے۔

تقریبا ۲۰۰۸ ، میں ، اس وقت میں جامع اشرف میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا ، آپ سالانہ امتحان کے موقع پر بحیثیت ممتحن تشریف لائے ہوئے تھے ، ایک طرف میرے کانوں میں ان کے تبحر علمی کے چرچے تھے اور دوسری جانب ان کا تواضع وانکسار تھا جس نے میرے دل کو ان سے بہت مانوس کیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میں ان سے قریب ہوتا گیا، آپ مجھ پر بہت زیادہ لطف وعنایت فرماتے ، جب ہم نے اپنا دوسرا کتابچہ کی بارہ ربیع الاول بارہ وفات ہے؟ حضرت کی خدمت میں نظر ثانی اور تقدیم وتقریظ کے لیے پیش کیا تو آپ نے اس قدر خوشی کا اظہار فرمایا کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے سالانہ سمینار کے لیے مقالہ کی تیاری کرنی ہوتی اور کچھ ضروری مواد کی تلاش ہوتی تو آپ عموماً جمعرات کے دن جامع اشرف تشریف لاتے اور مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر مجھے خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھا مقدسہ میں واقع عظیم الشان مختار اشرف لائبریری اپنے ساتھ لے جاتے اور ایک جملہ مسکرا کر فرماتے کہ آپ ساتھ رہتے ہیں تو مقصد کی عبارت جلدی مل جاتی ہے، حضرت مفتی صاحب قبلہ کا یہ جملہ گھنٹوں کتابوں کی ورق گردانی کبھی کھڑے ہو کر کبھی بیٹھ کر مجھے تھکنے نہیں دیتا اور نہ بوریت کا احساس ہونے دیتا۔ مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ خاص باتیں، آپ سفر پر بھی ہوتے تو وقت نماز آجانے پر بے چین ہو جاتے اور کوشش ہوتی کہ اشغال سفر سے جتنی جلدی ممکن ہو فراغ مل جائے تا کہ

نماز اپنے وقت سے قضا نہ ہو، میں نے شاید کبھی نہیں دیکھا کہ مفتی صاحب کی نماز سفر کی حالت میں بھی اپنے وقت سے قضا ہوئی ہو۔

دوسری بات وہ اکثر فرماتے بلکہ اپنے کرب کا اظہار کرتے کہ آج کے طفلان مکتب جو ابھی ابجد خوانوں میں بھی نہیں ہے، ان کا حال یہ ہے کہ دو چند کتابیں پڑھ کر جمہور علمائے اہل سنت کے خلاف اپنا موقف قائم کر لیتے ہیں اور پھر اس کے خلاف ڈٹ جاتے ہیں، کسی کی نہیں سنتے، یقینا یہ ایسا روگ ہے جو ان کے ایمان وعقیدہ کی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک اور ضرر رساں ثابت ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ مختلف فیہ مسائل میں جمہور کے قول کے خلاف اگر چہ قوی دلیل موجود ہو تاہم عوام میں اسی موقف کو سامنے رکھا جائے جو جمہور علمائے اہل سنت کے مطابق ہو کیوں کہ اس میں برکت ہے تنظیم ہے اور ملت کی شیرازہ بندی ہے اور پھر یہ کیا ضروری ہے کہ ہم جس دلیل کو بہت قوی اور مضبوط سمجھ رہے ہیں، فی الواقع وہ جمہور کے دلائل کے بالمقابل مضبوط ہو اور ایک بات مفتی صاحب بار بار دہراتے کہ ہماری جماعت میں بہت سے قابل و باصلاحیت علما جن سے دین مبین کا بڑا کام ہوسکتا تھا یا ہوسکتا ہے لیکن وہ اپنی زندگی میں مار دیے جاتے ہیں، گمنام کر دیے جاتے ہیں، ان کی خاطر خواہ حوصلہ افزائی نہیں ہوتی ہے، ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ہے، اس لیے دین وملت کے حوالے سے ان کی خدمات منظر عام پر نہیں آپاتی ہیں اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو پھر کچھ دیر یا کچھ دن ان کی قابلیت وصلاحیت اور ان کے علم وفن کا نقارہ بجایا جاتا ہے کہ وہ ایسے تھے، ان کے اندر یہ خوبی تھی، یہ ہنر تھا، وغیرہ وغیرہ، ہماری جماعت میں کہیں کہیں یہ مرض ہے جس کا علاج نہیں کیا گیا، تو آگے چل کر یہ بیماری ہماری جماعت کے جواہر پاروں کو یوں ہی نگلتی چلی جائے گی، اس کے ساتھ ایک جملہ وہ کہتے تھے کہ ہر آدمی متعصب ہے اور ہر آدمی کہیں کہیں تعصب کا شکار ہے الا ماشاء اللہ۔

اسی رمضان کی بات ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ ماہر ہفت لسان، جانشین حضور مجاہد ملت حضرت علامہ مفتی عاشق الرحمن حبیبی اور حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب اشرفی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی وفات پر مجھ ناچیز سے فون پر تعزیت نامہ املا کرا رہے تھے، فرمایا کہ مفتی عاشق الرحمن بڑے قابل آدمی تھے، مگر جماعتی سطح پر ان سے جو کام لینا چاہیے، وہ کام نہیں لیا گیا اور یوں ان کے ساتھ ان کا علم وفن بھی مدفون ہوگیا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مفتی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے، ان کے تمام مساعی جمیلہ کو قبول کرے، ان کی رحلت سے جماعت کا جو نقصان ہوا ہے، اس کی تلافی فرمائے اور ہم سب کو ان کا نعم البدل عطا کرے اور مقتدر لوگوں کی قدر کرنے، ان کی حیثیت واقعی کو متعارف کرانے اور ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان سے دینی خدمات حاصل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

❁❁❁❁❁❁

کتنا مشکل ہے الوداعی کہنا

از: شمیم رضا اویسی امجدی
خادم طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

سانس در سانس ہجر کی دستک　　　کتنا مشکل ہے الوداعی کہنا

دنیائے سنیت کی عظیم علمی وعبقری شخصیت میرے نہایت ہی کرم فرما استاذ ، فقیہ اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی آل مصطفی صاحب قبلہ مصباحی (جنھیں اب "رحمۃ اللہ علیہ" کہتے ہوئے کلیجہ منہ کو آیا چاہتا ہے) اس دھوپ بھری دنیا کو چھوڑ کر عدم کی بے کراں وادیوں کی طرف کوریچ کر گئے تو خرابات آرزو پر انکی دائمی مفارقت کا غم اسطرح برسا کہ آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا، روح زخمی ہوگئی تو دل تار تار ہوگیا، اور بلا مبالغہ یہ خبر مجھ جیسے ہزاروں آپکے محبین، متوسلین اور ملک و بیرون ملک میں پھیلے ہوئے بے شمار شاگردوں کے دلوں پر بجلی بن کر گری اور سلف صالحین کی چلتی پھرتی یادگار علم وحکمت کا تاجدار، مجسمہ زہد وایثار وہ پیکر تقدس کا استقامت اب ہم کہاں دیکھ پائیں گے؟؟ جسے دیکھ کر ایمان کے بجھے ہوئے ذرات میں چمک اور تازگی پیدا ہوتی تھی جس کا قرب پا کر دلوں کو سکون میسر ہوتا تھا، جس کی صحبت میں رہ کر تحصیل علم کا جذبہ بیدار رہتا تھا، افسوس وہ عالم دین جو ہر بزم ہر محفل اور ہر ایک کے سامنے اعلیٰ گوہر لٹا تا رہا، وہ بے لوث معلم و مربی جو کتاب آداب حیات پڑھا تا او سمجھا تا رہا، جو پوری زندگی طلبہ کی تربیت میں مصروف عمل رہا آج ہم سے رخصت ہوگیا!!

یقینا آپ جیسی شخصیتیں پوری قوم کا سرمایہ پوری کائنات کا اجتماعی اثاثہ اور پوری امت کی پونجی ہوتی ہیں اور علوم ومعارف کے جواہرات سے آراستہ اسطرح کی جامع الصفات شخصیات آفاق وانٹس کی وسعتوں میں کبھی کبھی اور کہیں کہیں پیدا ہوتی ہیں، آپ تبحر علمی، اصابت رائے، دقت نظر، ذہانت وظرافت، قوت فیصلہ، قوت استنباط، تواضع وانکساری، خوداعتمادی، باریک بینی اور نقطہ بیانی میں اپنی مثال آپ تھے، صدق گوئی اور اظہار حق میں اکابرین کا پرتو تھے ملامت کی پروا کیئے بغیر جسکو ناحق سمجھتے دوٹوک انداز میں کہہ ڈالتے علمی مباحث ہوں یا فرق ومذاہب یا پھر نظریات ورجحانات انکے مابین ایسا موازنہ اور ایسا تجزیہ کرتے کہ بڑے بڑے حقیقی ذوق رکھنے والے مطمئن ہو جاتے، بلاشبہ وہ اسلاف کی بھی تصویر تھے انکی علمی روایتوں اور تہذیبی شرافت کے وارث کامل تھے اور اپنے تمام تر کمالات اور خوبیوں کے باعث اگر ایک طرف اپنے ہم عصروں پر سبقت لے گئے تو دوسری جانب اکابرین کی نگاہوں کا مرکز بن گئے، یوں تو آپ کو تفسیر ولغت، فقہ وادب نحو وصرف اور منطق وفلسفہ میں گہرا درک حاصل تھا مگر فقہ وافتا پر ید طولیٰ رکھتے تھے اور تمام اسلامی علوم میں سب سے زیادہ وابستگی اس فن سے تھی، آپ فتاوی نویسی میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے فقہی جزئیات میں آپکو مکمل دسترس حاصل تھی، بڑے سے بڑے گنجلک مسائل کی گتھی سلجھاتے ہوئے ذرا دیر نہیں لگتی، طلباء کے علاوہ علماء کا اک بڑا طبقہ ہمیشہ آپ سے فقہی رہنمائی کے لیے حاضر بارگاہ رہتا، آپ نے اپنی زندگی میں ہزاروں کی تعداد میں فتاوے اور مقالات لکھے اور مختلف فقہی سیمیناروں میں خصوصی شرکت فرما کر بحثوں میں حصہ لیا، آپکے ساڑھے تین سو فتاوی ایسے تھے جن پر حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے مہر تصدیق ثبت فرمائی تھی لیکن بدقسمتی سے وہ محفوظ نہ رہ سکے، ہوا کچھ یوں کہ غالباً ۲۰۰۲ء میں حضرت نے وہ تمام فتاوے جو انہوں نے ایک رجسٹر میں نقل کر رکھے تھے اپنے کسی شاگرد کو جو

دہلی کا رہنے والا تھا ٹائپنگ کے لیئے دیا، چند مہینوں تک تو وہ فون پر دلاسہ دیتا رہا کہ جلد ہی ٹائپ ہو جائیں گے لیکن ایک عرصے بعد یہ کہتے ہوئے اپنا دامن جھاڑ لیا کہ میں نے جس دکان والے کو وہ رجسٹرڈ دیا تھا اس نے گم کر دیا اور اپنی دکان بھی بند کر دی لہذا اب اس کا ملنا مشکل ہے۔ حضرت راقم الحروف سے اکثر ان فتاوی کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے اور فرماتے کہ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی کہ میں نے اس لڑکے پر بھروسہ کیا اور اس سے بڑی غلطی یہ کہ اسکی کوئی نقل اپنے پاس نہ رکھی، آج اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی میرے دل سے اسکے کھو جانے کا غم دور نہیں ہوتا، جب سوچتا ہوں تو طبیعت اداس ہو جاتی ہے، وہ میری زندگی کا عظیم سرمایہ تھا۔ فقیر نے حضرت سے اس شخص کا نمبر طلب کیا کہ کسی طرح اس تک رسائی کی کوئی صورت نکل آئے لیکن تمام تر کوششوں کے باوجود بھی کامیابی ہاتھ نہ آئی۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ ایک بہترین قلم کار منفرد اسلوب کے حامل تھے، آپکی تحریر پر مغز، مدلل، ایسی عام فہم اور سلیس ہوتی کہ دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی، آپ کا قلم بالکل آپ کے فکر کا ترجمان تھا، رب قدیر نے آپ کے قلم میں ایسی برکت اور روانی رکھی تھی کہ جس سے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی، آپ نے اپنے پیچھے ایسی مستقل تصنیفات و تالیفات، تعلیقات و حواشی چھوڑے ہیں، جن سے آپ کی فکر کی گہرائی اور قلم کی عظمت کا احساس ہوتا ہے۔ انکے علاوہ حاشیہ شرح عقود رسم المفتی، مقالات فقیہ اسلام اور فتاوی کی تخریج و ترتیب کا کام ابھی جاری تھا۔ لاک ڈاؤن کے ایام میں حضرت مجھ فقیر کو اکثر طلب فرماتے اور مقالات وغیرہ کی ترتیب کا کام لیتے، جب بھی ملتے بہت زیادہ شفقت کرتے نصیحتیں کرتے، اور خدمت دین کا جذبہ اور حوصلہ عطا کرتے، آج حضرت کی وہ ساری شفقتیں، اور محبت بھری باتیں رہ رہ کر یاد آ رہی ہیں اور بار بار ذہن کے حاشیے میں گردش کر رہا ہے کہ:

تھے پاس جب تو قیامت کا لطف آتا تھا
ہوئے جو دور تو یادوں کا حشر برپا ہے

اللہ رب العزت نے حضرت کو جس طرح علمی گہرائی و گیرائی اور بے مثال دولت فہم سے نوازا تھا اسی طرح تدریس کی دنیا میں تفہیم کا بھی ملکہ راسخہ عطا کیا تھا، سخت سے سخت مسئلہ طلبہ کے ذہن میں بہت ہی آسانی کے ساتھ اتار دیتے، خوش قسمت ہیں وہ حضرات جنہوں نے آپ سے استفادہ کیا اور علوم وفنون کے شہر میں جام سے خود کو سیراب کیا، آج حضرت کی وفات سے جہاں ایک عہد کا خاتمہ ہوا وہیں ایک دینی قلعہ منہدم ہو گیا، اور آج ہم سب لائق تعزیت ہیں کہ یہ نقصان ہم سب کا نقصان ہے اور یہ دکھ ہم سب کا دکھ ہے، اسلیئے کہ آفتاب کسی کی ملکیت نہیں ہوتا، ڈھلتے اور ڈوبتے سورج کا نقصان کسی ایک فرد کا نقصان نہیں ہوتا۔! اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ استاذ محترم کی دینی خدمات کے صدقے میں آپکی مغفرت فرمائے اور آپکے امثال کثیر فرمائے۔ آمین

تعزیت نامہ

از: مفتاح الحق امجدی

اے فرشتہ اجل! کیا خوب تیری پسند ہے پھول تو نے وہ چنا جو گلشن کو ویران کر گیا انا اللہ وانا الیہ راجعون،، آہ! افسوس صد افسوس! جماعت اہل سنت کی عظیم شخصیت، فقیہ اہل سنت، حضرت علامہ مفتی آل مصطفی مصباحی اشرفی، خادم تدریس وافتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی اب ہمارے درمیان نہ رہے۔ حضرت کی رحلت واقعی گلشن اہل سنت کا عظیم خسارہ ہے جس کی بھرپائی شاید کبھی ممکن ہو، موت تو مقدر ہے مگر اتنی جلدی اپنے ہزاروں شاگردوں اور لواحقین، کو چھوڑ کر ہمیشہ ہمیش کے لیے اپنے مالک حقیقی سے جاملے نے یہ بھی سوچا نہ تھا۔ ویسے تو استاذ مکرم ایک

عرصہ سے شوگر اور جسم کی کمزوری سے متاثر تھے جس طرح اور لوگ عموماً متاثر رہتے ہیں کافی جگہوں سے دوائیاں کھائی تھی کہ لوگوں نے جہاں سے علاج و معالجہ کرنے کی صلاح دیا حتی المقدور کوشش کی تا کہ کسی طریقے سے شوگر کنٹرول ہو جائے کمزوری دور ہو جائے مگر کیا معلوم کہ یہی چیز لقمہ اجل کا باعث بنے گی، شاید رب تعالی کو یہی منظور تھا کہ صحتیابی کی بجائے دنیا سے رخصت ہونے میں حضرت کے لیے بہتری مضمر تھی کہ

اب تو پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
ہے شب گور بھی اس گل کے ملاقات کی رات

اللہ تعالی استاذ مکرم کو غریق رحمت بنائے اور انکے درجات بلند فرمائے آمین۔

❁❁❁❁❁❁

آنکھ حیراں ہے کہ کیا شخص زمانے سے اٹھا

از: شاداب امجدی برکاتی
جامعہ احسن البرکات مارہرہ مطہرہ

آہ! میرے حد درجہ شفقت فرمانے والے استاذ فقیہ اہل سنت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ دل یقین کرنے کو تیار نہیں، ابھی وہ جوان تھے ابھی کیوں جانے لگے ابھی تو ان کے درجنوں دینی وعلمی کام ادھورے ہیں وہ پورے کرنے تھے۔ مگر مرضی مولا از ہمہ اولیٰ۔ آج ان کے وصال سے پوری جماعت اہل سنت غم گین ہیں، ہزاروں امجدیوں کے سر سے ایک مشفق استاذ کا سایہ اٹھ گیا، وابستگان جامعہ امجدیہ کے لیے بالخصوص صبر کی گھڑی ہے۔ ان کی شفقتیں آج رہ رہ کے یاد آرہی ہیں۔

جامعہ امجدیہ میں متعدد کتب حضرت قبلہ کے پاس پڑھی، بالخصوص جماعت رابعہ کی پہلی گھنٹی میں فقہ کے مشہور متن ''کنز الدقائق'' کا درس جو شاید ہماری جماعت کبھی نہ بھول پائے، حضرت پان کے عادی تو نہیں تھے مگر شوقین ضرور تھے، ہم روزانہ صبح صبح پان کا انتظام کردیتے، پھر حضرت پان کھا کر مکمل فقیہانہ انداز میں ''کنز الدقائق'' کے کتاب الصید اور ذبائح وغیرہ کا درس دیتے، تو فقہی نکتہ سنجیوں سے درسگاہ معطر ہو جاتی، کبھی کبھار ایسی فقیہانہ اور محققانہ گفتگو کرتے کہ کتاب کی دو تین سطر ہی کا درس ہو پاتا اور وقت ختم ہو جاتا۔ اس درس کی خصوصیت یہ رہی کہ کتاب تو مالہ وعلیہ کے ساتھ سمجھ میں آ ہی جاتی ساتھ ہی حضرت کی تقریر سے متاثر ہو کر

بہت سے طلبہ ان کے انداز تکلم کی نقل کر کے لطف اٹھاتے ہیں، مثلا انہیں کسی کام کا حکم بھی دینا ہوتا تو یوں کہتے: ''یہ کام کیا جا سکتا ہے'' حضرت کے مزاج سے آشنا طلبہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ کام کرنا ہے اور یہ دبے لفظوں میں میرے لیے حکم ہے۔ علمی مدد اور رہنمائی بھی خوب تھی، ماہنامہ پیغام شریعت کے ۲۰۱۲ء کے انعامی مقابلے میں شرکت کی خواہش تھی، ''تفسیر آیات میں شان نزول کی حیثیت'' ایک عنوان تھا جو میں نے منتخب کیا جب، اپنی کوشش سے کچھ مواد بھی اخذ کر لیا مگر وہ ایک مضمون کے لیے ناکافی تھے۔ پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، بہت خوش ہوئے اور کئی عربی اور اکا، دو کا اردو کتابوں کی طرف راہ نمائی کی، اور ایک اچھا مضمون تیار ہوا، جو انعام کا حقدار بھی قرار پایا۔ جزاہم اللہ۔

کیا کیا بیان کروں، کہاں تک بیان کروں۔ آج ان سے وابستہ یادیں نظر کے سامنے گھوم رہی ہیں اور آنکھ حیراں ہے کہ کیا شخص زمانے سے اٹھا۔

بہت لگتا تھا جی صحبت میں ان کی
وہ اپنے آپ میں اک انجمن تھے

باب چہارم

نذرانہ عقیدت

ترسیلِ فکر: صاحبزادہ توصیف رضا قادری مشیرِ اعلیٰ ادارہ ھذا

فقیہ عصر محقق مسائل شرعیہ حضرت علامہ مفتی محمد آلِ مصطفیٰ مصباحی اشرفی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی شان اقدس میں منظوم خراجِ عقیدت ازقلم: عبدالمصطفیٰ نوری خادم الحق سنید ارالقضاء دارالافتاء ضلع دھولیہ مہاراشٹر۔

عالمِ دینِ شریعت مفتی آلِ مصطفیٰ
ہو گئے مہمانِ جنت مفتی آلِ مصطفیٰ

موتُ العالم موتُ العالَم کا ھے منظر سامنے
نہ رھے علامہ حضرت مفتی آلِ مصطفی

امجدیہ کی عمارت آج ھے ماتم کناں
دیے گئے وہ داغِ فرقت مفتی آلِ مصطفیٰ

رنج وغم کی بدلیاں چھائی ہوئی ہیں چارسو
سوگوار ھے اھلِ سنت مفتی آلِ مصطفیٰ

ہر اکابر واصاغر کے ھے چہرے پہ شکن
جیسے آئی خبرِ رحلت مفتی آلِ مصطفیٰ

گلستانِ فقہ وفن کی رونقیں مرجھا گئیں

کیا ہوئے ہیں آپ رخصت مفتی آلِ مصطفیٰ

عمر بھر کرتے رہیں گے یاد اہلِ علم و فضل
آپ کی علمی بصیرت مفتی آلِ مصطفیٰ

متقی مفتی محقق اور مصنف و ادیب
تھے خدا کی خاص نعمت مفتی آلِ مصطفیٰ

مخلص و مشفق مہرباں نیک سیرت خوش مزاج
کر گئے سیراب ملت مفتی آلِ مصطفیٰ

ہو نزولِ رحمت و انوارِ یارب صبح و شام
دائمی روشن ہو تربت مفتی آلِ مصطفیٰ

نوری کرتا ہے دعاء اپنے صمیمِ قلب سے
آپ پر ہو رب کی رحمت مفتی آلِ مصطفیٰ

❁❁❁❁❁❁

شاعر اسلام حضرت جسیم اکرم مرکزی پورنیہ بہار

افسوس صد افسوس مصدر علوم وفنون فقیہ اہل سنت مرجع العلما والفضلا زینت مسند فقہ وافتا روح سیمینار شخصیت ساز معلم ومربی مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ ومولانا مفتی آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے۔

کہتا ہے ہم سے اشک رواں آل مصطفیٰ
تم ہو ہمارے دل میں نہاں آل مصطفیٰ

ماتم اٹھا ہے فرش سے اور عرش میں ہے دھوم
ایسے چلے ہیں سوئے جناں آل مصطفی

بے تاب ہیں نگاہیں تری دید کے لیے
ڈھونڈوں تجھے کہاں سے کہاں آل مصطفیٰ

تفتیش ہوگی ذات پر اقوال کو ترے
ڈھونڈا کرے گا سارا جہاں آل مصطفیٰ

ہائے جہان علم وادب ہو گیا اداس
جس دم چلے یہاں سے وہاں آل مصطفیٰ

رحلت سے تیری دیکھ چمن کا ہے حال کیا
چل دی بہار آئی خزاں آل مصطفیٰ

فرقت میں تیری روئے گی دنیائے عشق بھی

تو تھا فدائے شاہ زماں آل مصطفیٰ

ہم سے بچھڑ کے چل دیے باغ بہشت میں
سن کر ہوا یہ قلب تپاں آل مصطفیٰ

سیراب جن سے ہوتے تھے سب تشنگان فن
تم ہی تو تھے وہ فیض رساں آل مصطفیٰ

اہل زمیں نہیں ہیں فقط اشکبار دیکھ
ہے آسماں بھی محو فغاں آل مصطفیٰ

باطل کا سر قلم ہوا جاتا تھا دیکھ کر
ایسے تھے ایک تیغ براں آل مصطفیٰ

کہنا سلام ''منظر'' و ''یسین'' سے مرا
اے مفتی دیں نور فشاں آل مصطفیٰ

آجایئے پلٹ کے دوانوں کی بزم میں
سونا سا ہو گیا ہے جہاں آل مصطفیٰ

عالم کی موت بندھی ہے عالم کی موت سے
کیا ہو تمہاری شان بیاں آل مصطفیٰ

تم کو فقیہ اہل سنن یا کہے جسیم
علم و ادب کا کوہ گراں آل مصطفیٰ

❁❁❁❁❁❁

قطعہ تاریخ رحلت

سید شہباز اصدق، دار العلوم قادریہ غریب نواز (ساؤتھ افریقہ)

استاذ الاساتذہ محقق مسائل جدیدہ فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی صاحب علیہ الرحمہ

علم و حکمت کی ضیا تھے مفتی آل مصطفیٰ
صاحب صدق و صفا تھے مفتی آل مصطفیٰ

نیک سیرت نیک صورت منبع علم و عمل
اک عطائے مصطفیٰ تھے مفتی آل مصطفیٰ

میر بزم فقہ وافتا صاحب مجد و شرف
قاضی دار القضا تھے مفتی آل مصطفیٰ

تاجدار اہل سنت رہنمائے راہ حق
قبلۂ حق آشنا تھے مفتی آل مصطفیٰ

تھے فقیہ عصر حاضر اور محقق بے بدل
شرح ابواب علا تھے مفتی آل مصطفیٰ

اک محدث اک مفسر اک مناظر بے بدل
ناشر علم رضا تھے مفتی آل مصطفیٰ

گلشن امجد علی (۱) کے اک گل سرسبد تھے
انتخاب نو العلا تھے مفتی آل مصطفیٰ

اپنے ہم عصروں میں حاصل تھا تفوق آپ کو

رشک بزم اصدقا تھے مفتی آل مصطفیٰ

ملت اسلامیہ کے ایک قائد رہنما
مقتدا اور مہتدا تھے مفتی آل مصطفیٰ

محترم محسن مکرم مہرباں تھے بالیقین
خوبتر اور خوش ادا تھے مفتی آل مصطفیٰ

غیب سے تاریخ رحلت آگئی شہباز یہ
پاک باز و حق نما تھے مفتی آل مصطفیٰ

(۱) صدر الشریعہ حضرت امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ مفتی صاحب کے دادا استاذ تھے

چھپ گیا آفتاب علم وفن

جامعہ اشرفیہ کے ممتاز فاضل، جامعہ امجدیہ کے مایہ ناز استاذ و مفتی مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کے رکن اور باکمال محقق و تجزیہ نگار، حضرت مفتی آل مصطفیٰ رضوی مصباحی علیہ الرحمہ کی رحلت پر اشک تعزیت وصال۔

از: فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان

فقیہ عصر، آل مصطفیٰ، اے بحر علم وفن
چمکتا ہے تفقہ سے ترے کردار کا درپن
تری رحلت سے چشم سنیت میں خون کے آنسو ہیں
غموں سے پارہ پارہ ہو گیا احساس کا دامن
ہزاروں کو ترے افکار نے ذوق سخن بخشا
ہزاروں تیرے دست تربیت سے بن گئے کندن
دکھائی جوہر فقہ و بصیرت کی جھلک ایسی
کہ ہم اہل سنن کی فخر سے اونچی ہوئی گردن
کشاد باب حکمت کیوں نہ ہوتی تجھ پہ اے پیارے
ملا تجھ کو عزیزی، امجدی فیضان کا بندھن
ترے علم وہنر کے پھول یوں ہی مسکرائیں گے
جہاں کے باغ میں جب تک طیور جاں ہیں نغمہ زن

دفاع عظمت اسلام میں تیرا سفر ایسا
قدم تھے مثل دریا اور ارادہ صورت آہن
قلم تھا ہاتھ میں یا غیرت ایماں کا خنجر تھا
کہ جس کے زخم سے تڑپے ہمیشہ دین کے دشمن
ترے جلوؤں کا سورج موت سے بھی چھپ نہیں سکتا
تجھے خیز ہے دائم تری حکمت کا پیرہن
ہنر مندی کبھی محتاج آرائش نہیں ہوتی
شہنشاہی سے بھی بڑھکر ہے تیری سادگی روشن
نظر تھی نکتہ رس باریک بیں عقدہ کشا تیری
گرہ کو کھول کر تونے مٹائی قوم کی الجھن
نہ بھولے گی کبھی دنیا ترے کردار کی خوشبو
رہیگا تازہ شاداب تیری یاد کا گلشن
گل عفو وکرم تیری رفاقت میں رہیں دائم
حریم گلشن فردوس بن جائے ترامدفن
قیامت تک رہے فضل الہی کی گہرباری
فریدی روتے روتے کہہ رہی ہے دل کہ ہر دھڑکن

❁❁❁❁❁❁

(نوٹ)

ان علمائے کرام کے علاوہ اور بھی بہت سارے علمائے کرام نے تاثرات پیش کیے ہیں لیکن میں معذرت خواہ ہوں کہ وہ ہم تک نہ پہونچ سکے اور کچھ آئے بھی تو ان میں سے اکثر میں تماثل ہونے کی وجہ سے شامل نہ کرسکا۔

فقیہ اہل سنت کے درد بھرے کلمات

ہماری جماعت میں بہت سے قابل و باصلاحیت علما جن سے دین مبین کا بڑا کام ہوسکتا تھا، یا ہوسکتا ہے، لیکن وہ اپنی زندگی میں مار دیے جاتے ہیں، گم نام کردیے جاتے ہیں، ان کی خاطر خواہ حوصلہ افزائی نہیں ہوتی ہے ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ہے اس لیے دین وملت کے حوالے سے ان کی خدمات منظر عام پر نہیں آپاتی ہیں اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں تو پھر کچھ دیر یا کچھ دن ان کی قابلیت وصلاحیت اور ان کے علم وفن کا نقارہ بجایا جاتا ہے، کہ وہ ایسے تھے ان کے اندر یہ خوبی تھی یہ ہنر تھا یہ فن تھا وغیرہ وغیرہ ہماری جماعت میں کہیں نہ کہیں یہ مرض ہے جس کا علاج نہیں کیا گیا تو آگے چل کر یہ بیماری ہماری جماعت کے جواہر پاروں کو یوں ہی نگلتی چلی جائے گی، اس کے ساتھ ایک جملہ وہ کہتے تھے : کہ ہر آدمی متعصب ہے اور ہر آدمی کہیں نہ کہیں تعصب کا شکار ہے۔ الا ماشاءاللہ